بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۱۵؍اکتوبر ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۹ شعبان ۱۴۲۵ھ بروز جمعہ بوقت صبح گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر زیرِ صدارت جناب اسپیکر الحاج جمال شاہ کاکڑ بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ھَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنۡجِیۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ٥ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَتُجَاھِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِکُمۡ وَ اَنۡفُسِکُمۡ ط ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ٥ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمِ ط

(سورۃ الصف آیت نمبر ۱۰ ۔ ۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! کیا تم کو ایسی سوداگری بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے (وہ یہ ہے) کہ تم لوگ اللہ پر اور اسکے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے۔ اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (وقفہ سوالات) جناب کچکول علی صاحب اپنا سوال نمبر پکاریں۔

☆۷۰۶ کچکول علی ایڈووکیٹ: (مورخہ ۲۴؍اگست ۲۰۰۴ء کے اجلاس میں مؤخر شدہ)

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں تعلیم کے فروغ کے لئے وفاقی ؍صوبائی حکومت کے علاوہ مختلف این جی اوز اور سوسائٹیز بھی تعاون کر رہی ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سوسائٹیز اور این جی اوز کی بمعہ تمام عہدیداران

اور ملازمین کے نام وولدیت یعنی کوائف مقام، لوکل ڈومیسائل اور مادری زبان کی تفصیل دی جائے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): (الف) یہ درست ہے کہ اس وقت صوبہ بلوچستان میں تعلیم کے فروغ کے لئے مختلف این جی اوز کام کررہی ہیں۔اور تمام این جی اوز محکمہ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ میں رجسٹرڈ ہیں۔جنکی تفصیل درج ذیل ہے:۔

List of NGO,s Working in Balochistan on Education.

S.NO	NGO Name
1	Society for community support primary education in Balochistan (SCSPEB)
2	Balochistan rural support proqram (BRSP)
3	Light for awareness for fair advancement of mankind (LAFAM)
4	Society for community organization and promotion of education (SCOPE)
5	Rural community development council (RCDC)
6	Taraque trust
7	Seher
8	Institute for development and studies and practices (IDSP)
9	Participatory integrated development society (PIDS)
10	Cyprus
11	Future message
12	Helping hands

13	Muslim hands
14	Helper association
15	Eagle public school
16	Pak public development society
17	DO
18	Model public school (Zeenat Yousafzai)

کچکول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب! اس میں منسٹر نے ہمیں جواب نہیں دیا ہے میرا سوال یہ ہے جو جزو (ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سوسائٹیز اور این جی اوز کی بمعہ تمام عہدیداران اور ملازمین کے نام اور ولدیت یعنی کوائف مقام لوکل ڈومیسائل کی تفصیل دی جائے۔ سر! میرے سوال کا یہاں مقصد یہ رہا ہے کہ بلوچستان میں بیروزگاری اپنی انتہا کو ہے اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ جتنے این جی اوز والے ہیں وہ یا تو سندھ سے ہیں یا پنجاب سے ہیں ہمارے لوگ اس سلسلے میں بالکل دربدر خاک بہ سر ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کچھ پرائریٹی سٹیٹکس کرے یہ ٹھیک ہے کہ ایسا نہ کرے کہ وہ بھاگ جائے لیکن وہ یہاں خدمت کرنا چاہتے ہیں تو کم از کم ہمارے نوجوان ہیں این جی اوز میں انہیں لے اور خضدار میں خضدار کے آدمی کو وہ لے پشین میں پشین کا آدمی کو لے اس سلسلے میں میں کہتا ہوں کہ گورنمنٹ اگر کوئی پالیسی بنادے اور ایک طریقہ کار وضع کرے تاکہ جو بیروزگاری کا دباؤ ہے اور ہر علاقے کے جو نوجوان ہیں وہاں انہیں لگایا جائے میرا مقصد یہ تھا۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - جہاں تک ہمارے کچکول علی صاحب کے سوال کا تعلق ہے اگرچہ اس کا تعلق ہے سوشل ویلفیئر سے ہے چونکہ رجسٹریشن تمام این جی اوز کی وہی کرتی ہے تفصیل تو ہمارے ساتھ نہیں ہوتی ہے اور جہاں تک ان کا ضمنی سوال ہے کہ بیروزگاری عام ہے اس حوالے سے جہاں تک ہمارا بس چلا یہ حکومت بلوچستان کی مثال کے طور پر یونیسف ہمارے ایجوکیشن سیکٹر میں کام کررہی ہے کوئی تین چار اضلاع اس حوالے سے ہم نے اس کو کم از کم اپنی طرف سے یہ پابند کررکھا ہے کہ ضلع میں آپ نے کام کرنا ہے اسی ضلع کے آپ نے بندے رکھنے ہیں مثال کے طور پر اب یونیسف ضلع

پشین،ضلع زیارت،ضلع سبی میں ہے اوراسی طرح میرے خیال میں خضدار میں اور خاران میں جہاں یونیسف ایجوکیشن سیکٹر میں کام کررہی ہے متعلقہ ضلع سے ہم نے کوآرڈینیشن آفیسر لیا ہے یہ تو واقعی ہمارا حق بھی بنتا ہے بلوچستان کا کہ ہمارے سارے نوجوان بیروزگار پھر رہے ہیں زیادہ تر ہم ان کو یہاں روزگار فراہم نہ کریں تو کوئی دوسرے صوبے میں تو اس کولیا نہیں جارہا ہے تو ہمارا جہاں تک بس چلا ہے ہم نے یہ کوشش کی ہے اور کارآمد بھی ثابت ہوا ہے لیکن چونکہ این جی اوز کی رجسٹریشن سوشل ویلفیئر کررہی ہے اور ڈیٹیل جو ہے وہ ان کے پاس ہے اگر ہمارے کچکول صاحب یہ سوال سوشل ویلفیئر سے کرے تو وہ تفصیل دیدیگی ان کو دوسرا یہ کہ پراونشل سطح پر این جی اوز کا کوئی تعلق ان سے نہیں ہے بلکہ وہ براہ راست ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ساتھ ہوتی ہیں تو ان ۔۔۔۔۔

<u>جناب اسپیکر:</u> صدیقی صاحب! بات صحیح ہے آپ کی بھی کچکول صاحب کی بھی بات تو صحیح ہے کہ ان بے روزگاروں کو ان این جی اوز میں جاب ملے۔ ہم سے جو تعاون چاہتے ہیں ہم ساتھ دیں گے بلوچستان میں جتنے بھی این جی اوز ہیں اس میں بلوچستان کے ہی لوگوں کو رکھا جائے۔ روزگار فراہم کیا جائے۔اوکے جی کچکول صاحب!

<u>کچکول علی ایڈووکیٹ:</u> جناب! اگر اجازت ہو تو میری التجا ہے آپ سے چاہے آپ لکھ دیں بلوچستان کی حکومت کو کہ جو بھی این جی اوز یہاں کام کررہی ہیں ملازمت کے سلسلے میں بلوچستان کے لوگوں کو پرائریٹی دیں جن اضلاع میں وہ کام کررہی ہیں تو وہاں کے نوجوانوں کو accommodate کرلیں۔

<u>جناب اسپیکر:</u> میں نے تو کہہ دیا ہے صدیقی صاحب کو بھی اور ہمارے سنیئر منسٹر محترم بیٹھے ہوئے ہیں کہ جتنی بھی این جی اوز ہیں اور جو یہاں رجسٹر ہیں ان کو پابند کیا جائے کہ آپ جتنے بھی لوگ appoint کرتے ہو وہ لوکل ہو اور اسی ضلع کا ہو تو ٹھیک ہے۔

<u>عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم):</u> ٹھیک ہے جناب اسپیکر صاحب! اگر آپ رولنگ دے دیں تو یہ کارروائی کا حصہ بنے گا اور اس کے توسط سے ہم تمام این جی اوز کو پابند کرسکتے ہیں۔اس میں مشکل یہ ہے کہ چند این جی اوز ایسی ہیں جو ہم سے تعلق نہیں رکھ رہی ہیں مثال کے طور پر ایف ایف ڈی ہے اس کو فیڈرل حکومت براہ راست چلا رہی ہے یہاں اس کی کوئی باڈی نہیں ہے بلکہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ کام

کررہی ہے مشترکہ ایک قرارداد لائیں این جی اوز بلوچستان کے جس جس شعبے میں کام کررہی ہیں ان پر یہ پابندی لگادے کہ جو بھرتی کرنا ہے وہ بلوچستان سے ہی ہو۔

<u>جناب اسپیکر</u>: یہ ٹھیک ہے۔ جی محترمہ!

<u>محترمہ پروین مگسی (وزیر سوشل ویلفیئر)</u>: جناب! آپ کی اجازت ہو تو اس میں میں کچھ کہنا چاہتی ہوں سوشل ویلفیئر میں جو بھی این جی اوز صوبائی لیول پر کام کرتی ہیں تو سب کی رجسٹریشن جو ہوتی ہے ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ میں ہی ہوتا ہے لیکن این جی اوز براہ راست بھی کام کرتی ہیں وہ رضا کارانہ طور پر کام کرتی ہیں ان پر کسی کی پابندی تو نہیں ہوتی ہے اور جو ہماری این جی اوز نیشنل لیول کی اور انٹرنیشنل لیول کی ہوتی ہیں ان کا فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ ایک میمورنڈم بنا ہوا ہوتا ہے اس میں دونوں پارٹی دستخط کرتی ہے اور وہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی معرفت سے مختلف اضلاع میں کام کرتی ہیں جیسے کہ ہمارا رورل سپورٹ ہے اور جیسے این سی ایچ آر ہے ریڈ کریسنٹ ہے لیکن جتنے بھی پروگرام ہوتے ہیں جتنے بھی فنڈز ہوتے ہیں وہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے دیئے جاتے ہیں وہ ہم مانیٹر کرتے ہیں اور میں نے کچکول صاحب کو اس دن بھی کہا تھا کہ اگر آپ کو اس کی پوری لسٹ چاہئے آپ کو دے دیتی ہوں ہمارے پاس موجود ہے جو تمام این جی اوز ہیں اور جو اس وقت بلوچستان میں کام کرتی ہیں کچھ صوبائی سطح پر ہیں اور کچھ ضلعی سطح پر ہیں اور جب سے یہ devolution ہوئی ہے وہ جتنے بھی اضلاع میں جا چکی ہیں کام کر چکی ہیں تو این جی اوز کی لسٹ ہمارے ضلعی ناظم اور ڈی سی او کے پاس ہے میں نے اس دن بھی ان کو کہا تھا کہ اگر آپ کو کاپی ضرورت ہے تو میں دے سکتی ہوں۔

<u>جناب اسپیکر</u>: لسٹ لے لیں۔

<u>☆۷۰۷ کچکول علی ایڈووکیٹ</u>: (مورخہ ۲۴ راگست ۲۰۰۶ء کے اجلاس میں مؤخر شدہ)

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

محکمہ تعلیم میں خدمات انجام دینے والی این جی اوز اور سوسائٹیز کو جنوری ۲۰۰۰ء تا حال ملکی اور غیر ملکی سطح پر کتنی امداد دی گئیں تفصیل دی جائے۔ نیز مذکورہ اداروں میں کام کرنے والے تمام اسٹاف کی تفصیل دی جائے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): محکمہ تعلیم میں کام کرنے والے کسی بھی این جی اوز اور سوسائٹیز کو ڈائریکٹر (اسکولز) کی جانب سے کسی قسم کی مالی امداد جنوری ۲۰۰۰ء تا حال نہیں دی گئیں۔ نیز ایسی این جی اوز اور سوسائٹیز سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ میں رجسٹرڈ کی جاتی ہیں۔جنکی تفصیل مذکورہ محکمہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

شاہ زمان رند: جناب! میں اسمیں ہی پوچھوں گا جیسے ہماری محترمہ صاحبہ نے بھی بتایا ہے کہ ہمارے بارہ سو این جی اوز ہیں اسمیں ضلعی سطح پر بھی کام کرتی ہیں اور صوبائی سطح پر بھی کام کرتی ہیں اچھا اس میں ایجوکیشن کے حوالے سے بہت این جی اوز کام کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ کچھ نے ضلعی سطح پر لینگو یج سنٹر کھولے ہوئے ہیں اور کچھ نے کمپیوٹر سنٹر کھولے ہوئے ہیں کیا وزیر تعلیم صاحب ہمیں بتائیں گے کہ وہ ان کو تھوڑی بہت فنڈنگ کرنا چاہتی ہیں یا نہیں کیونکہ کسی ضلع یا علاقہ میں وہ کام کر رہی ہیں ایک اچھا قدم ہے۔

جناب اسپیکر: جی صدیقی صاحب!

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): ہم نے کسی بھی این جی او کو آج تک فنڈنگ نہیں کی ہے ان کو باہر سے پیسے مل رہے ہیں وہ جا کر کہیں پر کمپیوٹر سنٹر کھول دیتے ہیں کوئی لینگو یج سنٹر کھول دیتے ہیں آج تک کسی کو ایجو کیشن ڈیپارٹمنٹ سے کوئی فنڈنگ نہیں ہوئی ہے۔

شاہ زمان رند: میں پوچھوں گا کہ صوبائی حکومت آئندہ اس کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں کیونکہ یہ ایک کار خیر ہے وہ لوگ مفت تعلیم دیتے ہیں لینگو یج سنٹر میں یا کمپیوٹر سنٹر میں۔ یہ اچھا قدم ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا جو تعلیم کا شعبہ ہے ان کے ساتھ help کرے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ چونکہ اپنی جاری اسکیمات اور جو اپنے اسکولز ہیں ہم ان کو نہیں دیتے ہیں وہ ہمارے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔

☆۲۲۷ عبدالمجید خان اچکزئی: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلوچستان میں کتابوں کی چھپائی بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کے علاوہ کسی اور پریس سے بھی کروائی جاتی ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ سے چھپائی نہ کرانے کی کیا

وجوہات ہیں تفصیل دی جائے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): (الف) بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ کے ہاں ۲۳ رجسٹرڈ پبلشرز اور ۲ رجسٹرڈ پرنٹرز ہیں۔ بورڈ ہذا اس رجسٹرڈ پبلشروں کے ذریعے صوبہ بھر کی درسی کتب کی طباعت واشاعت کا کام کراتا ہے۔ تمام پبلشرز بورڈ ہذا کی طرف سے بابت طباعت واشاعت درسی کتب کا تفویض کردہ کام صوبہ یا ملک کے کسی بھی شہر سے کروانے کے مجاز ہیں۔ البتہ رجسٹرڈ پرنٹرز جو کہ مفت تعلیم کی درسی کتب کی چھپائی کے کام کرنے پابند ہیں۔

(ب) یہ صحیح نہیں کہ بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ مفت تعلیم کی کتب کی چھپائی کا کام بلوچستان کے علاوہ ملک کے کسی دوسرے صوبے یا شہر سے کرواتا ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ کوئی ضمنی سوال؟

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! سب سے پہلی میری سپلیمنٹری یہ ہے کہ کتابوں کی جو چھپائی ہوتی ہے ہمارے صوبے کے علاوہ، تو ہمارے صوبے میں ہزاروں لوگ بے روزگار ہیں اگر یہاں ہو تو صوبے میں لوگوں کو کم سے کم کوئی روزگار مل جائے گا دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں اس وقت پرنٹنگ پریس ہیں۔ کلر پرنٹنگ پریس ہیں ڈبل اور سنگل کلر پرنٹنگ پریس ہیں دو تین پریس تو تیس چالیس سال سے کام کر رہے ہیں ہمیں ایسا لگ رہا ہے کہ جب وہ چھپائی کرواتے ہیں کسی اور صوبے سے اسمیں تو ایک کرپشن نظر آتی ہے اگر صوبے میں ہوگی تو اس پر ایک چیک بھی رہے گا۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ جب ہم باہر کے صوبوں سے اپنی کتابیں چھپواتے ہیں اس سے کورس کی کتابیں، پچھلے سال بھی کورس کی کتابیں پانچ مہینے لیٹ پہنچی ہیں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جہاں تک ممبر موصوف کا سوال ہے اور جتنی ہم بلوچستان میں کتابیں چھاپ رہے ہیں بورڈ کے حوالے سے ہم نے کسی دوسرے صوبے سے کوئی کتابیں نہیں چھپوائی ہیں البتہ چونکہ ہمارے ساتھ وہ آلات نہیں تھے۔ لیکن اس سال ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ نہم اور دہم کی کتابیں یہاں سے چھپوانا شروع کروا دیں۔ واقعی وہ آدمی سی ڈی پنجاب سے لایا تھا اس سی ڈی کے ذریعے ہم نے

کتابیں چھاپ دیں جو کہ ہم نے ابھی ٹیکسٹ بک بورڈ بلوچستان کومختلف مضامین کے ہیں تو ہم اس کوشش میں ہیں اس کو ہم آگے لے جائیں صرف نہم اور دہم کی حد تک نہیں بلکہ ایف ایس سی کی حد تک ۔ہم اپنے ٹیکسٹ بک بورڈ کو establish کریں اور کتابیں چھاپیں اور جہانتک وہ کتابیں چھاپنے کا سوال ہے اس کے لئے ہم نے ایک کرائیٹیر یا رکھا ہے جو بھی اس کرائیٹیر یا پر پورا اترتا ہے اس کی ہم رجسٹریشن کروا لیتے ہیں بیس یا چوبیس رجسٹرڈ فرم ہیں ہم سے پہلے یہ ہوا تھا کہ پچھلی حکومت نے اوپن ٹینڈرنگ پالیسی رکھی تھی جبکہ ہم نے یہاں اس پرانی پالیسی کو برقرار رکھی ہے۔اس وجہ سے پنجاب سے بہت سارے پبلشرز آئے تھے سندھ سے آئے تھے،سرحد سے آئے تھے ہم نے کام کرنا تھا۔لیکن ہم نے اس کو بھی معطل کیا کہ بلوچستان کے جتنے بھی پبلشرز ہیں ان کا حق مارا جاتا تھا۔ہم نے واپس بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کا جتنا بھی کام تھا بلوچستان کے ہی پبلشرز کو دیا ہے پہلے چونکہ ہمارے وسائل کم تھے ہم نے نہم،دہم اور ایف ایس سی کی کتابیں نہیں چھاپ سکتے تھے ہم نے کوشش یہ ضرور کی ہے کہ ہم یہاں نہم اور دہم کی کتابیں بھی چھاپیں اور آئندہ سال ایف ایس سی اور بی ایس سی کی بھی کتابیں چھاپیں گے۔ انشاءاللہ ایک حد تک ہم نے ٹیکسٹ بک بورڈ کی اصلاح کی ہے۔یہ میں نہیں کہتا کہ ہم نے سو فیصد کی ہے اصلاح کی گنجائش موجود ہے ہم آگے جا رہے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ٹیکسٹ بک بورڈ کی بھی اصلاح کریں ہم تمام مواقع بلوچستان ہی کے بندوں کو فراہم کریں۔

<u>جناب اسپیکر:</u> جی دوسرا جواب۔

<u>عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم):</u> دوسرا جو ممبر موصوف کا سوال تھا کہ ہمیں کوئی پانچ مہینے بعد کتابیں موصول ہوئی ہیں انشاءاللہ یہ بلوچستان کی تاریخ میں پہلا ہی سال تھا پچیس دسمبر کو مارکیٹ میں کتاب مہیا کی تھی البتہ جو مفت کتابیں ہم فراہم کر رہے ہوتے ہیں اسکی تعداد کم تھی سب بچوں کو بے شک نہیں پہنچی ہیں۔اور آئندہ مفت کتابوں کا کوٹہ بڑھائیں گے اور سب بچوں کو فراہم کریں گے۔

<u>عبدالمجید خان اچکزئی:</u> پچھلے سال آٹھویں جماعت تک کئی ایسی کتابیں تھیں جو یہاں پر دستیاب نہیں تھیں۔یہ بات ریکارڈ پر ہے ہم آپ کو آفس میں بتا سکتے ہیں اور اس وقت آپ کے پاس سات رجسٹرڈ پرنٹنگ پریس ہیں یہ ہمارے صوبے کے پرنٹنگ پریس ہیں اور وہ یہ کام کر سکتے ہیں چلا سکتے ہیں اس سے

ہمیں روزگار بھی ملے گا چیک بھی رہے گا اس کا کام بھی معیاری ہوگا یہ مشکل کیوں پیش آتی ہے کہ اس صوبے کا کام لے کر آپ کسی اور صوبہ میں کرواتے ہیں ہمیں واضح کر کے بتادیں ضرورت کیوں پیش آئی ہے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر! ہم نے پنجاب سے کتابیں نہیں چھپوائی ہیں نہ سندھ سے چھپوائی ہیں نہ سرحد سے چھپوائی ہیں ہمارے جتنے بھی بلوچستان کے رجسٹرڈ پبلشرز ہیں انہوں نے شاید وہ کتاب پنجاب سے لائی ہوگی لیکن ہم نے کام دیا ہے بلوچستان کے پبلشرز کو اور اگر بلوچستان کے پبلشرز خود پنجاب سے کتاب لا رہے ہیں تو اس میں بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کی کا قصور نہیں ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: آپ لوگوں نے تو پبلشرز کو کام دے دیا ہے مگر وہی پبلشرز پابند ہونا چاہیے کہ وہ بلوچستان سے چھپوائی کروائیں مولانا صاحب آپ نے تو کہہ دیا ہے کہ میں نے کام کسی کو دے دیا ہے وہی بندہ جا کر کے اسی پرنٹنگ پریس سے نہیں کرواتا ہے اور وہ کسی دوسرے صوبے سے کرواتا ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر! یہ ایک الگ بات ہے جہاں تک ہمارے ممبر موصوف صاحب کہہ رہے ہیں کہ واقعی اس طرح ہونا چاہیے کہ جن پبلشرز کو ہم کام دے رہے ہیں ہم اس کو پابند کریں کہ وہ پنجاب سے نہ چھاپے اگر ان کے ساتھ وہ سامان نہیں ہے تو ہم اسکو رجسٹرڈ کروالیتے ہیں اگر وہ نہیں چھاپ سکتے ہیں تو ہمیں جواب دیں اگر وہ چھاپ سکتے ہیں تو پھر وہ بلوچستان ہی میں چھاپے اسکا انشاءاللہ ہم تدارک کروائے گا۔

جناب اسپیکر: او کے جی مجید صاحب!

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! اس میں تھوڑی بہت وضاحت ہونی چاہیے اس میں یہ ہے کہ ان کے پاس ابھی ے پرنٹنگ پریس ہیں رستم، نسان، قلات، کوئٹہ، اسپنز را ایک اور بھی ہے انکے ساتھ ہمارے خیال میں ہر سہولت موجود ہیں میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ یہ ضروری ہے ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ جتنے بھی بلوچستان میں پرنٹنگ پریس ہیں ان سب کو رجسٹریشن ہونے چاہئیں اور چھپائی انہی سے ہونی چاہیے اور دوسری بات یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے کہا کہ ہم نے پہلی مرتبہ یہ کروایا ہے کہ نصاب کی کتابیں صحیح ٹائم پہ ہم نے پہنچائی ہیں اب ہماری معلومات کے مطابق انہوں نے نومبر میں اپنا مسودہ اسلام آباد بھیجا ہوا ہے جب کہ

گرم علاقوں کے اسکول یکم جنوری کو کھلتے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ next question ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں وہی Question جو پہلے اس نے وضاحت کی تھی کہ میں یہ پہنچا دونگا اب جب مسودہ اکتوبر نومبر میں اسلام آباد چلا جاتا ہے تو جنوری میں اسکول کھلتے ہیں تو یکم جنوری کو یہ کتابیں کیسے مہیا کر سکتے ہیں پچھلے سال یہ چھ مہینے تک کورس کی کتابیں نہیں تھیں۔

جناب اسپیکر: اوکے جی مولانا صاحب!

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر صاحب! آپ کے علم میں ہوگا کہ ہم جو کتاب چھاپیں گے تو سب سے پہلے فیڈرل بورڈ سے ہمیں approval لینی پڑتی ہے تو اس حوالے سے جہاں تک ہم نے کام شروع کیا ہے تقریباً تین چار مہینے پہلے ہم نے کام شروع کر رکھا ہے اکثر کتابیں بن چکی ہیں تو جیسے ہی کتابین پہنچیں گی تو چھپائی شروع کروالینگے لیکن اکثر کام اب بھی ہوا ہے تقریباً چار مہینے پہلے ہم نے کاغذ خریدے ہیں اوران تمام پبلشرز کو کاغذ دیئے ہیں ہفتہ دس دن پہلے ہم نے ایک دو پبلشرز کا خود دورہ کیا ہوا ہے جس کا میں نے رزلٹ دیکھا ہے اکثر بن چکی ہیں یہ کتاب approve کے لیے ہم نے اسلام آباد بھیجی ہے تو پورے نصاب نہیں بلکہ کتاب دو ہو گی جیسے ہی وہ پہنچیں گی انشاء اللہ ہم بروقت پہنچا دیں گے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! اس میں ہماری ایک تجویز ہے next question میں کرونگا۔

جناب اسپیکر: اچکزئی صاحب ایک سپلیمنٹری آپ نے اتنی کھینچی۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! میں نے ایک سپلیمنٹری کی ہے باقی دو سپلیمنٹری میری رہتی ہیں باقی ساتھی کو چھوڑ دیں جناب اسپیکر! ایک بات یہ ہے کہ ہمارے ایجوکیشن منسٹر صاحب وہ اس ہاؤس کے ممبران کو ایک بریفنگ دیں یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے بات یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ کورس کی ۵ کتابیں ۶ مہینے تک نہیں پہنچی تھیں منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ پہنچی ہیں دوسری بات یہ ہے اوراس میں ایک ہماری تجویز بھی ہے اس اسمبلی سے ہم نے ایک قرارداد پاس کروائی تھی جعفر خان مندوخیل صاحب نے اس وقت ہماری حمایت بھی کی تھی کہ میٹرک کی تعلیم مفت ہونی چاہیے تو ہمارے ساتھیوں نے حساب لگایا ہے اس پہ

تقریباً ایک کروڑ روپیہ خرچہ آتا ہے ہم کہہ رہے ہیں کہ اگر ان چیزوں میں کرپشن اور باقی چیزیں کم کر دیں تو یہ ہوسکتا ہے وہ جو قرارداد میں نے پاس کروائی ہے میٹرک تک مفت تعلیم کل کتابیں مفت فراہم کرنے کا اسکی گنجائش اس میں نکل سکتی ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر صاحب! جہاں تک ہمارے ممبر موصوف صاحب کا سوال ہے حکومت بلوچستان نے ایک ایکسر سائز شروع کی ہے یہاں میرے خیال میں اس فلور پہ جام صاحب نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہم میٹرک تک تعلیم مفت دیں گے اس میں واقعی اس نے حساب صحیح لگایا ہے اگر ہم آٹھویں کلاس تک تعلیم مفت فراہم کر دیں تو میرے خیال میں ایک کروڑ روپیہ خرچہ آئے گا جب کہ ہم نے کوشش یہ کی ہے کہ ہم میٹرک تک تمام بچوں کو کتابیں مفت فراہم کریں گے اس حوالے سے ہم نے سمری move کی ہے اس پہ ایک کمیٹی بھی بٹھادی ہے باقاعدہ اس پہ کام شروع ہے ممکن ہے ہفتہ دو ہفتہ میں اپنا پراسس مکمل کر کے اسکے لیے حکومت بلوچستان نے فیصلہ کیا ہے ہم انشاءاللہ اس میں کامیاب ہونگے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: صحیح ہے thankyou جناب اسپیکر! میری دوسری سپلیمنٹری یہ ہے کہ دو سال تو گزر گئے اس اسمبلی کو اور قرارداد بھی میں نے اسمبلی کے پہلے سیشن میں منظور کروائی تھی اگر ہمارے منسٹر صاحب اس فلور پہ یہ یقین دہانی کروا دیں کہ وہ قرار داد جو ہے وہ اس سال یکم جنوری سے implement ہو جائیگی اور اتنی رقم بھی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: اسکے اختیار میں نہیں ہے قرارداد سفارش آپ نے کی ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! بلوچستان گورنمنٹ کے ساتھ ایجوکیشن کے کروڑوں روپے پڑے ہوئے ہیں اب جناب اسپیکر! آپ اس کوئٹہ شہر کے سرکاری اسکولوں سے باہر نکل آئیں ہم دو تین دن پہلے خروٹ آباد گئے تھے پشتون باغ ہے اس علاقے میں وہاں پہ چھ سات مہینے میں اسکول کے بچوں کے پاس کتابیں نہیں ہیں پھر بھی صوبے میں جو کچھ ہو رہا ہے کوئٹہ شہر تک محدود ہے آپ اطراف میں جائیں ہنہ اوڑک پشین میں یا ان کے اپنے حلقے میں کسی جگہ چلے جائے اب تو اس خشک سالی کی وجہ سے لوگوں میں وہ پوزیشن ہی نہیں رہی کہ وہ اپنے بچے کے لیے ایک سو یا دو سو روپے کی کوئی کتاب خرید سکے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ ویسے بھی ایجوکیشن پہ زیادہ پیسہ ہمارا خرچ ہو رہا ہے تو اگر یکم جنوری سے وہ قرار داد کو

impliment کروادیں تو ہمارے لیے پورے صوبے کے لیے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا ایک احسان تو ہو گا ایک کروڑ روپیہ کا تو آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے ہر محکمے میں کروڑوں روپے کی خالی کرپشن ہوتی ہیں تو تھوڑا بہت بچا کر کے بھی ہم اسکو پورا کر سکتے ہیں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر صاحب! اس سے پہلے فیصلہ یہ ہوا تھا بلکہ ہمارے رولز یہ تھے کہ شہر کے جتنے بھی اسکول ہیں ہم ان کو کتابیں فراہم نہیں کر رہے تھے تو ضلع کوئٹہ کو ہم مفت کتابیں نہیں دے رہے تھے اس لیے ان کی شکایت صحیح ہے کہ کوئٹہ کے آس پاس کے ایریا میں وہاں ہم کتابیں نہیں دے رہے تھے لیکن اس دفعہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بلوچستان کے تمام اضلاع کو انشاء اللہ کتابیں مفت فراہم کریں گے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! میری آخر میں ان سے ایک گزارش ہے کہ پرنٹنگ پریس والے ہیں ان سے ہماری بات ہوئی وہ ہماری پارٹی کے آفس آئے تھے انہوں نے کہا کہ اگر یہ سارا کام ہمیں دیا جائے اور ہم اسی اپنے صوبے سے اس کو کروادیتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ سارا زرمبادلہ وہ ہمارا بچ جائے گا مین پاور ہماری اس میں involve ہوگی باقی چیزیں involve ہونگی اور انہوں نے کہا کہ ہم مقررہ وقت پہ اور باقی صوبوں سے کم قیمت پر ان کو provide کر لینگے۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! تجویز نوٹ کی آپ نے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جس چیز کی ہمارے ممبر موصوف صاحب بات کر رہے ہیں میں نے پہلے بھی یہ وضاحت کی کہ انکو فارغ کیا گیا تھا وہ جتنے بھی تھے ہم نے اس کو بلا کر ان کیساتھ میٹنگ کی اور اسی پہ ہم ایگری ہوا کہ پہلے وہ ۱۵ فیصد کمیشن لے رہا تھا اب وہ ۹ فیصد کمیشن لے رہا ہے اس لیے ہم نے کتاب کی قیمت کم کروائی تھی تو ان کی اور ہماری آپس میں کمپرومائنز کے نتیجے میں کہ ہم نے بلوچستان ہی کے پبلشرز کو کام دیا تھا میں نے یہی کہا تھا کہ ہم نے ۲۳ پبلشرز کی رجسٹریشن کروالی ہے جبکہ یہاں کوئی ۵۰ ہو گئے لیکن ہم نے ایک کرائیٹیریا رکھا ہے اس کرائیٹیریا پہ جو بھی اترتا ہے وہ آئے ہمارے سامنے اپنے کرائیٹیریا کو پیش کریں اگر پورا اترتا ہے تو ہم اسکی رجسٹریشن کروادینگے۔

جناب اسپیکر: او کے اب لاسٹ سپلیمنٹری ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جوکورس کی کتابیں وقت پرنہیں پہنچی ہیں آپ اس کی ذمہ داری لیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ سپلیمنٹری کیا ہے۔

جان محمد بلیدی: وضاحت ہے۔

جناب اسپیکر: آپ چھوڑیں۔ میں آپ سے مخاطب ہوں ایک سپلیمنٹری ہوتی ہے تین ہوگئی ہے اب ایک سپلیمنٹری ہے کون کرے گا؟

جان محمد بلیدی: جناب! ایک تو میری وضاحت ہے وہ یہ کہ ایجوکیشن پر میں نے بھی اچھے خاصے سوالات جمع کئے ہیں ان کا جواب ابھی تک ٹیبل نہیں ہوا ہے پتہ نہیں اس کی وجہ کیا ہے ایک تو یہ ہے۔ دوسری سر! ایک مسلمہ قانون ہے کہ آپ کسی کو بھی ٹھیکہ دیتے ہو ٹھیکہ ورک آرڈر جاری کرنے سے پہلے باقاعدہ ایک کمیٹی ان تمام چیزوں کا معائنہ کرے گی یہ ٹھیکہ دار ایک dummy ہے کسی اور سے یہ کام کرواتا ہے یا واقعی اس قابل ہے ہم اس کو اتنا بڑا بچوں کی کتابوں کا ٹھیکہ دے رہے ہیں بچوں کی کتاب کی چھپائی کا وہ کرسکتا ہے ہر ڈیپارٹمنٹ نے یہ کیا ہے وہ کونسے افسران تھے جنہوں نے یہ confirm کرکے یہ ورک آرڈر جاری کیا ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جو تجویز ہمارے معزز ممبر عبدالمجید خان صاحب نے دی ہے تو میں اس کا انتظام کرسکتا ہوں میں اس کا arrangment کرسکتا ہے میں ان کو اس کے متعلق ان کو بریفنگ دے دوں اس بریفنگ میں اگر ہمارا کام صحیح نظر آیا تو بے شک وہ اسی کو جاری رکھیں میرے خیال اگر ہم اوپن ٹینڈر کریں گے اوپن ٹنڈر ہمارے لئے مشکل نہیں ہوگا اس میں پھر پنجاب بھی شامل ہوگا اس میں سندھ بھی شامل ہوگا اس میں صوبہ سرحد بھی شامل ہوگا اس میں بلوچستانی کو موقع نہیں ملے گا۔ یہ مسئلہ ہے تو میں آپ کو پہلے اس کے متعلق representation کرادونگا۔ میں آپ کو بتادونگا اور اگر آپ اس سے مطمئن نہ ہوئے تو پھر آپ کی مرضی ہے۔

جناب اسپیکر: اوکے سپلیمنٹری تو پوری ہوئی۔

عبدالرحیم زیارتوال: کئی اجلاسوں میں یہ بات زیر غور آئی ہے اور آج تک اس بنیاد پر اس ہاؤس کے سامنے ہے جب چیز پوچھ لیتے ہیں تو کہتے ہیں اس کا تعلق ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے ہے پہلے اجلاسوں میں

بھی ہم نے یہ بتایا تھا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہو یا اس سے نیچے کوئی تحصیل کی گورنمنٹ ہو یہ تمام کے تمام صوبے کے پابند ہیں ہم یہاں اپنے منسٹر صاحبان سے ان کے بارے میں جو کچھ معلومات لینا چاہیں گے ہم ان کے ذریعے سے ان سے لیں گے کیونکہ ان کی وہاں پر administration ہے اس ایڈمنسٹریشن کا ٹرانسفر پوسٹنگ سب کچھ ان کے ہاتھ میں ہے ڈسٹرکٹ کے ہاتھ میں نہیں ہے تو جب ان کے ہاتھ میں ہے جتنے بھی پیسے ہم دیتے ہیں پہلے بھی ان کے متعلق جناب اسپیکر! میں نے کہا تھا کہ جو بھی ڈیپارٹمنٹ ہو اس کا ریکارڈ ان کے ساتھ ہو جو پیسے انہوں نے دیئے ہیں جو پیسے ڈی ایچ اوز کو دیئے ہیں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کو۔ جو رقم یہاں سے ان کو ریلیز کر دی ہے اس کے مقابلے میں ان کی کیا ترجیحات ہیں کیا اسکیمات ہیں اس کی معلومات ان کو ہونی چاہئیں اور فلور پر ہمیں اس کا ذمہ داری سے جواب دیں۔ دوسری بات جو ہے کہ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس ہے اس نے لائی ہے اس نے فلاں کیا ہے یہ ٹھیک نہیں ہے اسمبلی میں ایک طریقہ کار ہے اور طریقہ کار کے مطابق یہ ہاؤس جوابدہی کا سب سے اعلیٰ ادارہ ہے جوابدہی یہاں پر ہونی چاہئے نہ وہاں پر ڈی ایچ او نہ وہاں پر ڈی سی او نہ ڈسٹرکٹ ایجوکشن آفیسر وغیرہ۔

<u>جناب اسپیکر:</u> اس پر میرے خیال میں وضاحت ہونی چاہئے۔ اس میں ایک پیچیدگی ہے رحیم صاحب آپ سن رہے ہیں فنڈز تو آپ یہاں سے ریلیز کرتے ہیں۔ وہاں پر ایک چھوٹی اسمبلی ہے وہ وہاں پر کرتی ہے یہ بات آپ کی صحیح ہے وہ اپنے ریلیز کیئے ہوئے فنڈ کے بارے میں رپورٹ مانگ سکتا ہے اگر غلط استعمال ہوا ہے تو وہ سب کچھ اس کے لئے کر سکتا ہے لیکن تقسیم کا طریقہ کار چونکہ وہاں پر بھی ایک اسمبلی ہے وہ کرتی ہے کیا کرنا ہے کہاں پر خرچ کرنا ہے۔ لیکن اگر فنڈز انہوں نے غلط تقسیم کئے ہیں تو یہ ان کو کہہ سکتے ہیں۔ جی۔

<u>عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم):</u> جناب اسپیکر صاحب! جہاں تک ہمارے جان محمد بلیدی صاحب کا سوال ہے ہم اس کا ٹھیکہ نہیں لگاتے ہیں نہ ہم اس کا ٹینڈر دیتے ہیں بلکہ ہم جو اس کا ٹھیکہ دیتے ہیں کیٹگریز رکھی ہیں A B C D تو اے کیٹگری کو ہم تین کتابیں دیتے ہیں بی کیٹگری کو دو دیتے ہیں سی کو ایک کتاب دیتے ہیں اس کے لئے جو بھی فرم ہمارے ساتھ رجسٹرڈ ہے کہ جو کیٹگری ہے اس کے مطابق ہی ہم کتابیں دیا کرتے ہیں اگر کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو اس کیٹگری کو مدنظر رکھ کر کسی کو ایک کتاب مل جاتی ہے

کسی کو دو مل جاتی ہے کسی کو تین مل جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: جی سردار محمد اعظم صاحب!

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! چونکہ ایجوکیشن کا معاملہ چل رہا ہے ایجوکیشن بنام کرپشن۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے علاقے ضلع موسیٰ خیل میں اس کے متعلق ذرا گزارش کروں پھر اس کے متعلق ایک مکمل سوال بھی لاؤں گا وسیع question ہوگا اس میں بڑے اچھے مواد ہونگے اور حقائق پر مبنی ہوگا۔ جناب! بچوں کے لئے حمام جو دیا ہے ڈیڑھ فٹ کا ہے منسٹر صاحب خود سمجھ سکتے ہیں کیونکہ اس نے خود اس کو تقسیم کیا ہے اسکی کوئی حد ہوتی ہے اور کمانے کا بھی کوئی طریقہ ہوتا ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): سردار صاحب! ہمارے دوست بھی ہیں اور ان کی ہم قدر بھی کرتے ہیں وہ جس زاویے سے دیکھ رہے ہیں وہ ہمارے لئے محترم ہیں جہانتک وہ حمام کی بات کر رہے ہیں۔ وہ اصل میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے دیئے ہیں اسکولوں میں ہیڈ ماسٹر صاحبان نے اس کے لئے طلب کئے ہیں متعلقہ ہیڈ ماسٹر کی ڈیمانڈ کے لئے کرسی خریدی جس نے میز کا کہا اس کو میز خرید کر دے دی آپ کی مرضی ہے اپنی مرضی سے نہیں کرنا ہے آپ ان کی ضرورت کے مطابق یہ خریدیں اگر یہ حمام سردار صاحب اس کی تحقیق کر دیں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے نہیں ہوا ہوگا بلکہ یہ ضلعی حکومت سے ہوا ہوگا ہم نے کسی کو ان دو سالوں میں حمام خرید کر نہیں دیئے ہیں ہم وہ لم سم پیسے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو ریلیز کروا دیتے۔ اس نے پرچیز کیا ہوگا وہ اس کے نوٹس میں لائیں وہ تعاون کریں گے۔

جناب اسپیکر: او کے۔

جان محمد بلیدی: جناب! A B C D کی بجائے ہم اس کا open tender کریں موقع دیں اگر وہ کتابیں چھاپنا چاہتے ہیں اسی ریٹ پر یا کوئی کم ریٹ پر خریدنا چاہتا ہے اس میں ڈیپارٹمنٹ اپنا وہ کیوں رکھتا ہے کہ میں ٹھیکہ دوں گا اس میں تو کرپشن کی بو آتی ہے۔

جناب اسپیکر: جی رحیم صاحب! آپ کچھ فرما رہے ہیں۔ تجویز آپ ان کی نوٹ کر لیں جو انہوں نے دی ہے۔ ان پر گرفت رکھ سکتے ہیں کہ یہ غلط کیوں ہوئے ہیں اور آپ چیک کر سکتے ہو۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! جہاں تک ڈسٹرکٹ اسمبلی ہے وہ اتنی mature اسمبلی نہیں ہے اس

اسمبلی کی maturity کو جو ہمارے ادارے ہیں بیوروکریسی ہیں یا ہمارے جو آفیسران صاحبان ہیں وہ ان کو بتائیں گے ان کی مرض بھی بتائیں گے اتنے پیسے آپ ان مدات میں خرچ کر سکتے ہیں وہ بھی ایسے آزاد نہیں ہونگے۔ جناب اسپیکر! جو پیسے ان کے پاس جاتے ہی ان کے لئے صوبائی گورنمنٹ سے ایک ترجیحی بنیادوں پر ایک ایسا پلان ہو یہ پیسے آپ کے پاس آ رہے ہیں آپ ان کو ان مدات میں خرچ کر سکتے ہیں جیسا کہ ہم ایم پی اے ہم کو یہاں سے فنڈ مل رہا ہے اور یہاں سے ہمیں ایک پروفارما ہیں لکھا ہوا دیا جاتا ہے کہ ان مدات میں آپ اسکیمات دے سکتے ہیں تو ہم اس کی پابندی کرتے ہوئے جو اپنی اسکیمات ہیں ہم بناتے ہیں یا تجویز کرتے ہیں ان کے تحت ہوتا ہے اس طریقے سے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ جو بھی ہے وہ جواب دہ ہو صوبائی حکومت کو۔ اور گورنمنٹ جو پیسے دیتی ہے اس کو باقاعدہ ترجیح کے ساتھ اس کام کے لئے۔ اور ان کو پابند کریں کہ آپ ان مدات پر پیسے خرچ کریں گے صحیح ہے اس میں کنٹرولنگ اتھارٹی صوبے کی ہو صوبائی گورنمنٹ پر چیک جو ہے صوبائی اسمبلی کی ہو۔

<u>جناب اسپیکر</u>: او کے۔

<u>عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم)</u>: میں اس کی وضاحت کر دوں جہاں تک رحیم زیارتوال صاحب کا سوال ہے یا تجویز ہے یہ واقعی ہے صحیح ہے اور جہاں ہمارے متعلقہ محکمے کے آفیسرز ہیں انہوں نے جو کام کیا ہوگا ان سے وہ جواب طلب کر سکتے ہیں جو آپ نے کام کیا ہوگا آپ کو جو پیسے ملے ہیں آپ کن کن مدات میں خرچ کرتے ہیں سردار صاحب کا بھی فریش سوال تھا وہ فریش سوال لے کر آئیں ان کو اس کا جواب دلا دیں گے لیکن جہانتک ترجیحات کی وہ بات کر رہے ہیں وہ واقعی صحیح ہے اس کے لئے ایکٹنگ کمیٹی میں جو ہم نے تجاویز دی ہیں ہمارے لئے بہت مشکلات پیدا ہوئی تھیں وہ پیسے ہم اپنے اکاؤنٹ میں ریلیز کروا لیتے تھے اسمیں یہ ہوتا تھا کہ ہر ضلعی حکومت صرف salaries دے کر کسی مد کے پیسے کسی اور مد میں لگا لیتے تھے مسئلہ یہ پیدا ہوا ہمارے بلوچستان کے تمام اسکولوں میں مانٹرنگ سیل کی مد میں نہ ان کو ٹی اے مل رہا ہے نہ ڈی اے تو میں ان کو یہ تجویز دی ہے کہ اکاؤنٹ فور میں مدات کا تعین کروالیں تاکہ ایک مد کے پیسے دوسری مد میں نہ چلے جائیں۔ میں ذرا اس سے ہٹ کہ point of order پہ کہونگا جناب اسپیکر! جتنے بھی ہمارے ڈیپارٹمنٹس ہیں گزارش یہ ہے کہ departments اپنی

development کے حوالے سے بھی اور اپنے کام کے حوالے سے بھی اسمبلی ممبران کو یہاں پہ اچھی جگہ بھی ہے کہ کیسکو والوں کو ہم بلوا کے پورے صوبے کا ایک نقشہ ان سامنے رکھ کے ان کو بتا دیتے ہیں کہ یہ ہماری ضرورتیں ہیں جواب تک پوری نہیں ہوئیں اس کے لیے فنڈ چاہیے اور یہ یہ ہم کام کررہے ہیں ہمیں معلومات ہوجاتی ہیں اس طریقے سے اگر ہمارے ڈیپارٹمنٹ ۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: بریفنگ کا انتظام کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال: بریفنگ کا انتظام کریں ہم سب بیٹھ کے سیکرٹری صاحبان ہو یا جو بھی ہونگے جو بریفنگ دیں گے وہ پوری detail سے پورے صوبے کا وہ بتا کے۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: رحیم صاحب! یہ میں نے نوٹ کیا تجویز اچھی ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: ٹھیک ہے جناب اسپیکر! آپ اس پہ رولنگ دیں گے کہ اس تجویز کے تحت مختلف ڈیپارٹمنٹس اپنے کاموں کے حوالے سے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے اسمبلی ممبران کو بریفنگ دیں گے۔

جناب اسپیکر: جیسے صدیقی صاحب نے کہا تھا کہ میں انتظام کرونگا یہ میرے خیال میں ان کے لیے بھی آسانی ہوگی اسمبلی کے لیے بھی اور دو تین مہینے میں ایک دفعہ بریفنگ ہر ڈیپارٹمنٹ کی ہوگی تو غلط فہمی بھی دور ہوگی اور سب کچھ ہوگا۔

محمد نسیم تریالئی: جناب اسپیکر! point of order اس سیشن کے شروع کے اجلاس میں ہم نے وضاحت کی تھی کہ ہمارے سوالات اس تمام سیشن میں نہیں آرہے ہیں آج بھی آپ دیکھ لیں کہ آدھے گھنٹے میں تمام سوالات ختم ہو نگے جو صرف تین کے تین ہیں ہمارے اہم question تھے ایجوکیشن کے حوالے سے وہ آج نہیں آئے اور آج جو غیر سرکاری کارروائی ہے اس میں صرف ہمارے دو قرارداد شامل ہے جبکہ رول کے مطابق یہاں پہ آج ۵ قراردادیں ہونی چاہئیں جو سراسر زیادتی ہے میں آپ کے چیمبر میں بھی آچکا ہوں آپ سے بات بھی کر چکا ہوں اس کی وضاحت ہونی چاہئے کہ اگر کارروائی نہیں ہے سرکاری کارروائی نہیں ہے ہماری قرار دادیں شامل نہیں ہیں سوالات نہیں ہیں تو پھر یہ اسمبلی کا اجلاس صرف دن پورے کرنے کے لیے بلایا گیا جناب اسپیکر! یہ بہت بڑی زیادتی ہے یہ آنے چاہیے۔

جناب اسپیکر: یہ فریش قرارداد ہے وہ جو پرانی قرارداد ہے اسکا آپ نے نوٹس دیا ہے۔

محمد نسیم ترپالئی: جناب اسپیکر! میں نے تازگی کا نوٹس جمع کیا اور آپ کے چیمبر میں میں آچکا ہوں کہ یہ ایک ہی آفیسر کی وجہ سے یہ ہماری ساری کارروائی ضائع جارہی ہے پہلے بھی ہم نے نشاندہی کی کہ ۱۶ گریڈ کا آفیسر یہاں پہ بیٹھا ہوا ہے اور اسمبلی کی کارروائی چھوڑنے نہیں دیتا ہے حالانکہ وہ بہت ہی نالائق آفیسر ہے لہٰذا اس کو آپ اسمبلی سے نکال لیں تاکہ یہ اسمبلی کی کارروائی خراب نہ ہو۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے وقفہ سوالات ختم سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی): آج متعدد وزراء اور محترم ممبران نے سرکاری، نجی اور بہ وجہ بیماری کی درخواستیں بھیجی ہیں۔ میر عبدالرحمٰن جمالی وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی، محمد یونس چنگیزی صاحب وزیر اسپورٹس اور ماحولیات، مولانا عطاء اللہ صاحب وزیر آبپاشی و برقیات، میر امان اللہ نوتیزئی صاحب وزیر ٹیکسیشن، محترمہ آمنہ خانم ایم پی اے اور شفیق احمد خان صاحب ایم پی اے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا ان تمام کی رخصت منظور کی جائیں؟ (رخصت منظور ہوئی)

اب جناب شاہ زمان صاحب اپنی تحریک استحقاق نمبر ۶۲ پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر ۶۲

شاہ زمان رند: میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ ۵۶ کے تحت تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ ۲۰۰۳ء۔ ۲۰۰۴ء PSDP نمبر ۴۵۹ کے مطابق اریگیشن سیکٹر میں ۱۹۸ ملین کی لاگت سے بولان ڈیم منظور ہو چکا تھا۔ ڈیم کی منظوری اور جلد از جلد کام شروع ہونے کی اطلاع علاقے کے عوام کو پریس کے ذریعے مل چکی ہے۔ لیکن تا حال مذکورہ ڈیم پر کام شروع نہیں ہو سکا۔ جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ ۲۰۰۳ء۔ ۲۰۰۴ء PSDP نمبر ۴۵۹ کے مطابق اریگیشن سیکٹر میں ۱۹۸ ملین کی لاگت سے بولان ڈیم منظور ہو چکا تھا۔ ڈیم کی منظوری اور جلد از جلد کام شروع ہونے کی اطلاع علاقے کے عوام کو پریس کے ذریعے مل چکی ہے۔ لیکن تا حال مذکورہ ڈیم پر کام شروع

نہیں ہو سکا۔ جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔شاہ زمان رند صاحب آپ اسکی admissibility پہ مختصر بولیں۔

شاہ زمان رند: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ میں نے موجودہ تحریک استحقاق لائی ہے اس میں واضح الفاظ میں لکھا ہوا ہے گزرا ہوا سال یعنی ۲۰۰۳ء۔۲۰۰۴ء میں PSDP میں جو کام منظور ہوتے ہیں اسکے باوجود اگر ان پہ جو خالصتاً عوام کے مفادات کے لیے کام ہوتے ہیں جن کی ہمیں اسمبلی کے فورم پر یا اسکے علاوہ PSDP کے حوالے سے بجٹ سیشن میں ہمیں تسلی دیجاتی ہے ہمیں بہت بڑے کتابچے دیئے جاتے ہیں ان میں فیکٹس اینڈ فگرز ہوتے ہیں ہمیں جو فگرز دیئے جاتے ہیں یہ ڈنڈا ہے یا واقعی مخلصی ہے اس میں یا واقعی بلوچستان کے جو مظلوم محکوم لوگ ہیں ان کے لیے ہمیں ہمدردی ہیں جناب اسپیکر! بولان ڈیم جس کا نیا نام بولان ڈیم رکھا گیا ہے حالانکہ آج سے ۳۵،۴۰ سال پہلے کی بات ہے کہ اسکا نام اللہ یار شاہ ڈیم ہوا کرتا تھا یہ بلوچستان کا ایک بہت بڑا ڈیم تھا حب ڈیم ہے اسکے بعد بلوچستان کا بڑا ڈیم یہ تھا لیکن افسوس صد افسوس اس ڈیم کو ۳۵،۴۰ سال سے کہ ان سے پہلے جو فلڈ آیا اس فلڈ میں اس ڈیم کو نقصان ہوا اس کے بعد ہماری ناقص کارکردگی ہماری بلوچستان کی حکومت کی کمزوری ہے یا یہاں کی بیوروکریٹس کی نالائقی کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ ۴۰ سال پرانا ڈیم ہم آج آبی ذخائر کی بات کرتے ہیں ہم آج ڈیمز بنانے کی بات کرتے ہیں ہم آج لوگوں کو روزگار دینے کی بات کرتے ہیں ہم آج بہت سے دعوے کرتے ہیں لیکن ایک ڈیم جو ۴۰ سال پہلے ایک فلڈ کی نظر ہوا ہے اس وقت سے لیکر آج تک کسی نے اس ڈیم کے بارے میں سوچا بھی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: رند صاحب! آپ تقریر نہ کریں اپنی تحریک استحقاق کی admissibility پہ بولیں۔

شاہ زمان رند: جناب! اس کی ایڈمیزبلٹیٔ پر بول رہا ہوں تقریر نہیں کر رہا ہوں اس کی تمام فیزبلٹی پر بولوں گا تو تب ہی میں اپنی بات پر آ جاؤں گا تو جناب اسپیکر! جب اس ڈیم کو فلڈ لے گیا تھا تو اس وقت جو تخمینہ لاگت آنے والا تھا اس زمانے میں صرف اور صرف بیس ہزار روپے تھے اور آج وہ بیس ہزار روپے کا ڈیم جب منظور بھی ہو چکا ہے تقریباً ایک سو اٹھانوے ملین روپے اس کے لئے منظور بھی ہو چکے ہیں اور ۲۰۰۳ء۔۲۰۰۴ء کے لئے اس ڈیم کو بنانے کے لئے دس ملین رکھے گئے تا کہ اس پر جلد سے جلد کام شروع

ہو لیکن باوجود اس کے ایک اہم ڈیم تھا جناب! میں نہیں سمجھتا کہ لوگوں کا ذریعہ معاش بلوچستان حکومت ہو یا کوئی اور حکومت ہو تو وہ لوگوں کو برسر روزگار کرنے کے لئے جو ہے وہ صرف اور صرف جوان کے محکمہ جات ہیں ان میں پوسٹ creat کر کے روزگار پر لگائے یہ ناممکن بات ہے اگر بلوچستان سے بے روزگاری کو ختم کرنا ہے تو ایسے منصوبوں پر جلد سے جلد کام شروع کرنا ہوگا یہ ایک بہت بڑا ڈیم ہے وہاں پر لوگوں کا ذریعہ معاش اسی ڈیم سے ہے وہاں ہزاروں ایکڑ زمینیں سیراب ہونگی وہاں ایگریکلچر کا ایک انقلاب برپا ہوگا اور وہاں ہزاروں لوگوں کو روزگار ملیں گے تو اس ہاؤس میں جناب مولانا واسع صاحب نے مجھے سنیئر منسٹر کے طورر پر ان کی تقریر اسمبلی کے ریکارڈ پر موجود ہے انہوں نے مجھے خوش خبری بھی دی تھی اور مبارک باد بھی دی تو میں نے بھی ان کا شکریہ ادا کیا اسی فورم پر کہ یہ ایک بہت بڑا اقدم اس صوبائی حکومت نے کیا ہے کہ یہ ڈیم منظور ہو چکا ہے لیکن افسوس سے مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اس پر کام نہیں ہوا ہے اور اس چیز کو ہم نے اس کے متعلق گھر گھر جا کر بات کی ہے کہ ہم نے اتنا بڑا کام کیا ہے اپنے علاقے کے لئے ہم نے پریس میں دیا ہم نے باقاعدہ اپنے انٹرویو میں کہا جیسے سبکزئی ڈیم تھا اس وقت اس کا بھی ا یہی حال تھا لیکن اس پر تو کام شروع ہو رہا ہے لیکن افسوس کی بات ہے جو ہمارے ڈسٹرکٹ میں بولان ڈیم ہے اس پر کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے۔ شکریہ!

<u>جناب اسپیکر:</u> او کے جی مولانا صاحب! اس استحقاق کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔

<u>مولانا عبدالواسع (سنیئر وزیر):</u> جناب اسپیکر صاحب! پہلے تو میں سمجھتا ہوں کہ شاہ زمان رند صاحب ہماری حکومتی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں اگر اس قسم کا مسئلہ ہے تو ایک سوا ٹھانوے ملین کا اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے اور اس طرح ہے کہ بلوچستان حکومت کے پاس یہ پیسہ نہیں ہے پتہ نہیں یہ تحریک استحقاق لائی ہے کہ کن وجوہات کی بنیاد پر اس پر کام شروع نہیں ہوا ہے مجھے اس کا پتہ نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک سوا ٹھانوے ملین سے بن نہیں سکتا ہے تو مرکزی حکومت کے پاس ہمارے بڑے بڑے ڈیم جو بیس کروڑ یا چالیس کروڑ کے ہیں یا پچاس کروڑ سے بھی نہیں بن سکتے ہیں تو یہ معاملہ مرکز کے پاس ہے اور سردار یار محمد رند نے مجھے دو تین دفعہ کہا ہے کہ یہ ڈیم میں نے یہاں سے منظور کرایا ہوا ہے اور اس کے لئے میری کوشش جاری ہے تو میں رند صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اس میں اگر اس قسم کی کوئی رکاوٹ ہو

کہ ہماری طرف سے تو ہم اس کو دور کر دیں گے لیکن انہوں نے اب تک فلور کے بغیر ہمیں نہیں بتایا ہے تو اس وجہ سے وہ آ جائے ہم بیٹھ جائیں گے جو بھی اس کے ساتھ تعاوون ہوا ہم ان کے لئے تیار ہیں۔

جناب اسپیکر: او کے شاہ زمان صاحب!

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر صاحب! میں اس کی تھوڑی اور وضاحت کرنا چاہتا ہوں جیسے ہمارے آنرایبل منسٹر نے کہا کہ مجھے نہیں کہا گیا لیکن میں نے بارہا یہ بات کی ہے اور ان کے سیکرٹری کو بھی معلوم ہو گا مجھے اس نے اتنا کہا تھا کہ وہ اگر اتنے زیادہ پیسے ہیں تو آپ کا ڈیم نہیں بن سکتا ہے جب سی سی کی میٹنگ فیڈرل میں ہوتی ہے وہاں ہم لوگوں نے یہ کیس وہاں بھیجا ہوا ہے اب جناب! میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی ہے جب ایک چیز پی ایس ڈی پی میں منظور ہو چکی ہے ہمارے جو ڈویلپمنٹ سالانہ پروگرام ہے اس میں ہے تو اس پر صوبائی حکومت ہی کام کرے یہ بات تو میں صدر پاکستان کو دو دفعہ کہہ چکا ہوں اور اگر یہاں سے فنڈز کم پڑتے ہیں آپ نے جتنے فنڈز مختص کر دیئے ہیں اس پر تو جلد کام شروع ہوا گر فنڈ کم پڑتا ہے تو وہاں سے اور اس ہاؤس سے رکوئسٹ کرتے ہیں کیونکہ یہ میرا اپنا ایک ذاتی مسئلہ نہیں ہے پورے ضلع کے ہزاروں لوگوں کا مسئلہ ہے وہاں کے روزگار کا مسئلہ ہے لوگ خوشحال ہونگے تو میں اسمبلی کے حوالے سے ایک قرارداد بھی لاؤں گا کہ منظور ہوا اور فیڈرل سے ہمیں بجٹ ملے تو اس کا مولانا واسع صاحب گواہ ہیں میں نے صدر پاکستان کو بھی اس کے لئے بتایا ہے وہ یہ فنڈز تو ریلیز کریں جو یہ فنڈز صوبے کے ساتھ ہیں اس سے تو کام شروع ہو جائے۔

رحمت علی بلوچ: جناب اسپیکر! میں شاہ زمان کی اس بات کو آگے لے جانا چاہتا ہوں میرے حلقے میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے منظور کیا ہے اس کا پی سی ون گیارہ کروڑ کا تھا اس کو کم کر کے اس کے کینال کاٹ لئے ہیں اس پر میں اگر تحریک استحقاق لاؤں تو یہی کارکردگی ہے جو ایک اسکیم منظور ہوئی ہے اس کا جو پی سی وون تیار ہے اور پی سی ون کو revise کر کے ایک نیا پی سی ون بنایا ہے اس کو سات کروڑ تک پہنچایا ہے اور اسکے کینال ایکیئن نے کاٹ لئے ہیں تو کینال وغیرہ نہیں ہونگے تو ہم صرف ڈیم کو کیا کریں گے وہاں یہ ایک زرعی علاقہ ہے تو جب یہ ڈیم بنے گا تو وہاں زمینیں آباد ہونگی اس میں یہ ہے کہ جو شاہ زمان رند صاحب نے تحریک استحقاق پیش کی ہے یہ پورے ایوان سے میں بھی گزارش کرتا ہوں کہ

اس طرح کی اسکیم میں جو بعد میں کاٹ کوٹ ہوتی ہے تو معزز اراکین اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوتا ہے لہٰذا حکومت سے اور سنیئر منسٹر صاحب ہمارے لئے قابل احترام ہیں وہ اس طرح نہ کریں اس پر کوئی حکم جاری کریں تاکہ اس پر جلد سے جلد کام شروع ہو۔

مولانا عبدالواسع (سنیئر وزیر): جناب! اس سلسلے میں اریگیشن والے اور پی اینڈ ڈی والے اٹھارہ تاریخ کو ایک اجلاس بلایا ہے تو شاہ زمان رند صاحب اور رحمت علی صاحب وہاں آجائیں ان کے مسئلے پر وہاں بات ہوسکتی ہے۔

جناب اسپیکر: تو یہ اجلاس میں وہاں آجائیں۔

میر شبیر احمد بادینی: جناب اسپیکر! میں بھی سنیئر منسٹر سے ایک درخواست کرتا ہوں کہ ہمارا ابھی ایک ڈیم ہے نوشکی گلنگور کے مقام پر ہے پچھلے سال اس کو پی ایس ڈی پی میں ڈالا گیا لیکن نام کی وجہ سے پھر ادھر ادھر کیا گیا اس دفعہ بھی پی ایس ڈی پی میں اس کا نام آیا ہے لیکن یہی کہا جارہا ہے کہ اس کو بھی مؤخر کیا جائے اس کے فنڈ بھی ادھر ادھر کئے جارہے ہیں میں منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ مجھے بھی اس میٹنگ میں مدعو کیا جائے میں بھی حاضر ہوں۔ شاہ زمان صاحب اور رحمت علی صاحب کو بلایا ہے۔

جناب اسپیکر: اوکے آپ جائیں۔

(رولنگ)

گورنمنٹ کی یقین دہانی پر تحریک نمٹائی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: سردار محمد اعظم موسیٰ خیل صاحب اپنی تحریک التوا نمبر ۱۵۱ پیش کریں۔

تحریک التوا نمبر ۱۵۱

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۷۰ کے تحت تحریک التوا کا نوٹس دیتا ہوں تحریک یہ ہے کہ کوہ سلیمان کے دامن میں ضلع موسیٰ خیل کا سرسبز علاقہ زمری موضع غڑی میں جس میں خوبصورت جنگل ہے جس میں زیتون چلغوزہ دیال اور نشتر کے علاوہ مزید دیگر نایاب درخت بھی پائے جاتے ہیں ان قدرتی تحائف کو مقامی لوگ کاٹ کر ایندھن کے طور پر استعمال کررہے ہیں جس سے علاقے کی خوبصورتی اور ماحولیات پر منفی اثرات پڑ رہے ہیں اس

مسئلے پر اخبارات میں بیانات بھی آئے ہیں۔اخباری تراشہ منسلک ہے لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ کوہ سلیمان کے دامن میں ضلع موسیٰ خیل کا سرسبز علاقہ زمری موضع غڑی میں جس میں خوبصورت جنگل ہے جس میں زیتون چلغوزہ دیال اورنشتر کے علاوہ مزید دیگر نایاب درخت بھی پائے جاتے ہیں ان قدرتی تحائف کو مقامی لوگ کاٹ کر ایندھن کے طور پر استعمال کررہے ہیں جس سے علاقے کی خوبصورتی اور ماحولیات پر منفی اثرات پڑ رہے ہیں اس مسئلے پر اخبارات میں بیانات بھی آئے ہیں۔اخباری تراشہ منسلک ہے لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کی جائے۔جی سردار صاحب اِس کی admissibility پر آپ کچھ بولیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! جیسے کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ ہمارا علاقہ ضلع موسیٰ خیل طورغر کے نام سے اور سُرغر کے نام سے اتنے خوبصورت جنگلات ہیں جناب سپیکر صاحب! کہ آپ اِسکا تصّور تک نہیں کر سکتے ہیں بڑے جنگلات ہیں بڑے اچھے درخت اسمیں پائے جاتے ہیں۔اِسمیں شنہ شنے اور پمنے یہ پشتو کے الفاظ ہیں شاید چونکہ ہم اُردو دان نہیں ہیں اُردو سے ہماری دُوری ہے ہماری زبان نہیں ہے ہماری قومی زبان پشتو ہے اِسی وجہ سے ہم پشتو میں اِن الفاظ کو استعمال کریں گے شنے اور پمنے۔

جناب اسپیکر: قومی زبان اُردو ہے یا پشتو ہے؟

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: مادری زبان پشتو ہے۔پاکستان کی جو قومی زبان ہے وہ تو ہے اُردو۔

جناب اسپیکر: جی۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: ۵ فیصد پٹھان اُردو بولتے ہیں مذکر مونث کی بیشمار غلطیاں اُسمیں۔۔۔دوسروں کی زبان میں لگے ہوئے ہیں ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ یہاں پر بلوچی بولتے ہیں یہاں پر پشتو بولتے ہیں چونکہ یہاں پر بلوچ اور پٹھان رہ رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! تقریباً یہ پمنے اور شنے ہزاروں بوریوں کی تعداد میں لوگ پنجاب لے جا کر فروخت کرتے ہیں۔اور لوگ اِن کو شمالی پشتونخواہ میں لے جا کر فروخت کرتے ہیں۔لیکن اِن کی صحیح management نہیں ہونے کی وجہ سے جناب اسپیکر! اِن کے دام بہت کم ہوتے ہیں۔ دوسری گزارش یہ کروں گا اِسی تحریک کے حوالے سے اِس کی

جناب اسپیکر صاحب! یہاں پر دیال اور نشتر کے جو درخت ہیں جو جنگلات ہیں اِن پر feasibility کو بے دریغ کاٹا جارہا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب دیال کا ایک فُٹ گیارہ سو سے لیکر پندرہ سو روپے تک بِکتا ہے۔لیکن لوگ اِسکو بطورِ ایندھن استعمال کرتے ہیں۔ وجہ یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ یہاں پر اگر گیس ہوتی تو یہ ہمارے جنگلات محفوظ ہوتے۔ اِسی گیس کے حوالے سے جناب اسپیکر صاحب! ہم نے اِس ایوان میں ایک قرارداد منظور کی تھی متفقہ رائے سے کہ موسیٰ خیل بشمولِ تمام اضلاع کو گیس فراہم کیا جائے۔لیکن آج تک جناب اسپیکر صاحب! افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وفاقی حکومت ہماری کسی قرارداد پر implement نہیں کرتی ہے۔ ہماری اسمبلی کی کسی قرارداد کو وہ اہمیت نہیں دیتی ہے۔ آج تک اُس پر عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کے توسط سے میری یہ گزارش ہے کہ اِس کی feasibility ہو جائے۔ یہ ہمارے جنگلات انشاءاللہ محفوظ ہوں گے۔ یہ ہماری implement تھی یہ ہمارے جنگلات کا مسئلہ تھا جناب اسپیکر صاحب! اِسی طرح آپ ژوب کو لے لیں اسی طرح آپ بلوچ areas کو لے لیں وہاں پر جنگلات کاٹے جاتے ہیں چاہے پشتون area ہو یا بلوچ area ہو وہاں پر گیس فراہم کیا جائے تاکہ یہ کٹائی کا سلسلہ ختم ہو جائے۔

<u>جان محمد بلیدی:</u> پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر!

<u>جناب اسپیکر:</u> جی۔

<u>جان محمد بلیدی:</u> آپ نے کہا کہ پشتو قومی زبان ہے کہ اُردو؟ میں سمجھتا ہوں پشتو، بلوچی پنجابی اور سندھی یہاں کی قوموں کی قومی زبانیں ہیں۔اور اُردو کی جہاں تک بات ہے وہ ہمارا رابطائی زبان ہے اور وہ ایک regional language ہے۔وہ کسی قوم کی نہیں ہے کہ ہم اُس کو قوم کی ۔۔۔۔

<u>جناب اسپیکر:</u> پاکستان کی قومی زبان ہے۔ جان محمد صاحب پاکستان ایک قوم کے حساب سے پاکستان کی قومی زبان اُردو ہے۔

<u>جان محمد بلیدی:</u> پاکستان کوئی قوم نہیں ہے۔ پاکستان چار قومی وحدتوں کی ایک federation ہے۔

<u>جناب اسپیکر:</u> پاکستان ایک قوم ہے۔ پاکستانی قوم ۔۔۔۔۔۔

<u>جان محمد بلیدی:</u> چار قوموں کی ایک federation ہے جس میں چار قومیں رہتی ہیں۔ جن کی اپنی زبان

ہے اپنی ثقافت ہے اپنے رسم ورواج ہیں۔

جناب اسپیکر: اوکے۔تحریک التوا نمبر ۱۵۱ پر بحث کی منظوری کے لئے جو ووٹ دینا چاہتے ہیں وہ ہاتھ اُٹھائیں۔تحریک کو قاعدہ نمبر۷۵(۲) کے تحت مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہوئی لہٰذا یہ تحریک مورخہ ۱۸/اکتوبر ۲۰۰۴ء کے اجلاس میں دو گھنٹے بحث کیلئے منظور کی جاتی ہے۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر محکمہ مال): جناب اسپیکر! اِس کو منظور کر کے تا کہ آئندہ سردار صاحب یہ موسیٰ خیل سے نکلیں گے۔

جناب اسپیکر: ابھی میں نے ruling دے دی۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! آج بھی آپ نے یہ قرارداد بحث کے لئے منظور کی آپ کا شکریہ لیکن اس سے اہم ترین قرارداد خشک سالی کے حوالے سے جو پورا ہمارا صوبہ اُس کی لپیٹ میں ہے اور وہ قرارداد ہے بھی ۱۴۸ نمبر پر۔

جناب اسپیکر: تحریک التوا؟

عبدالرحیم زیارتوال: جی تحریک التوا۔تو یہ تحریک التوا آپ نے چھوڑ دی۔

جناب اسپیکر: اُس کا نمبر یہ ہے۔۔۔۔

عبدالرحیم زیارتوال: جی ۱۴۸ پر جناب اسپیکر! آپ اِسکو دے دیتے اپنے نمبر سے۔

جناب اسپیکر: اب جناب کچکول علی ایڈووکیٹ صاحب اپنی قرارداد نمبر ۱۲۸ پیش کریں۔

محمد نسیم ترپائی: اسمیں یہ واقعی اہم تحریک التوا ہے جو ایک اور تحریک التوا ابھی قحط سالی کی وجہ سے آئی ہوئی ہے۔تو آپ سے گزارش ہے کہ اٹھارہ تاریخ کیلئے دو تحریک التوا آپ کر دیں۔ چونکہ اٹھارہ کو صرف آخری دِن ہے اسمبلی اجلاس کا اور یہ اہم تحریک التوا ہے۔

جناب اسپیکر: اسمیں یہ ہے کہ جب ایک منظور ہوتی ہے تو پھر دوسری۔۔۔۔۔

محمد نسیم ترپائی: تو آپ rules کے مطابق کر سکتے ہیں۔یہ چونکہ ہماری ضروریات ہیں پورے صوبے کی ہیں اور بہت ہی بڑا مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: آپ check کریں۔نہیں ہوسکتا ہے۔اگر ہوسکتا تو۔۔۔۔۔

محمد نسیم تریالئی: rules میں تو بہت سی چیزیں ہیں جناب اسپیکر! اُس پر عمل نہیں ہو رہا ہے اور ایک جو اہم مسئلہ ہے آپ اُس کو چھوڑ دیتے ہیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): اسپیکر صاحب! اگر آپ کر سکتے ہیں تو بھی ہم یا دوست یہ تحریک التوالانا چاہتے ہیں وہ منظور کرانا چاہتے ہیں ہم اِسکے ساتھ یہ بھی منظور کرانا چاہتے ہیں وہ تو منظور کر دیا۔ لیکن rules اگر آپ کو اجازت دیتے ہیں تو ہماری طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں۔۔۔۔۔۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب! آپ کی اجازت سے۔ میں نے ایک گزارش یہ کی تھی کہ اِس حوالے سے ہم نے ایک قرارداد وفاقی حکومت کو ارسال کی ہے اُس قرارداد پر implement ہو بے شک اِس پر بحث نہ ہو۔

جناب اسپیکر: آپ نے تحریک التوالائی ہے بحث کے لئے منظور ہوئی ہے۔ آپ اپنی تحریک التوا۔۔۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! اِس التوا کا معنٰی یہ ہے کہ جو قرارداد بھی ہے اُس کی implement ہم چاہتے ہیں۔ اِس حوالے سے اس نکتہ نظر سے میں نے یہ تحریک التوالائی ہے کہ اُس پر implement ہو۔

جناب اسپیکر: اِس میں آپ دیکھو۔۔۔۔۔۔

محمد نسیم تریالئی: جناب اسپیکر! یہ ساری نمٹائی جا سکتی ہیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

محمد نسیم تریالئی: وہ جو منظور ہوئی ہے اُس پر زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے تک بحث ہو۔ میری تجویز ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): پوائنٹ آف آرڈر۔

اختر حسین لانگو: آپ نے اُس کو ۱۵۱ سے شروع کیا ہے۔

جناب اسپیکر: اُس میں ہے ترتیب۔۔۔۔۔۔

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! آپ serialwise چلیں۔ اِس میں بہت اہم تحریک التوا ہیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! میرے خیال میں یہ درختوں جنگل والا معاملہ جو ہے اور یہ

قحط سالی والا معاملہ جو ہے ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے اگر ایک تحریک التوا ہو دونوں کو ایک ساتھ ملائیں جیسا کہ پہلے بھی ایک دِن آپ نے دونوں تحریکوں کو ایک ساتھ ملا دیا تو یہ سارے ملا کے دونوں پر بحث ہو جائے۔

محمد نسیم تریالئی: اسمیں پھر یہ ہے کہ ۱۴۷ پر تحریک التوا ہے وہ پہلے پیش ہوتی ہے۔ آپ نے ۱۵۱ پیش کر دی rule میں تو یہ ہے پہلے ۱۴۷ پھر ۱۴۸ پیش کریں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں اختیار ہے۔

محمد نسیم تریالئی: اب ۱۵۱ میں ۱۵۶ یہاں جو دو گھنٹے جس تحریک التوا پر بحث ہوگی وہ زیادہ سے زیادہ دس منٹ کا کام ہے۔ سب اِس پر agree ہیں۔ آپ نے دو گھنٹے بحث رکھی ہے۔

جناب اسپیکر: جی کچکول صاحب! قرارداد نمبر ۱۲۸ آ چکی ہے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: سر! اس سلسلے میں ایک صوبائی معاملہ ہے لیکن جب واسع صاحب سے میری بات ہوئی اُس نے کہا اس پر ہم discuss کر کے۔ اِس کو اٹھائیس کیلئے sir مؤخر کر دیں۔

جناب اسپیکر: اٹھارہ؟

کچکول علی ایڈووکیٹ: sorry اٹھارہ۔ میں نے جام صاحب سے بھی اِس سلسلے میں بات کی ہے۔

جناب اسپیکر: تو اُس میں آپ کو قانونی position دیکھ کے۔۔۔۔اٹھارہ کو یہ ہوسکتا ہے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: سر! میں کہتا ہوں کہ ایک نیک کام ہے اس میں تو ہمیں وہ نہیں کرنا چاہیئے ہماری ساری جو صوبائی خود مختاری ہے Federal government rules and business کے تحت۔۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ یہ بتا دیں ذرا میری تھوڑی help کریں۔ اٹھارہ کو چونکہ سرکاری کارروائی ہے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: سر! اٹھارہ کو سرکاری کارروائی ہے اسمیں میرے خیال میں کوئی قدغن نہیں ہے کہ کوئی قرارداد نہیں آ سکتی ہے وہ بھی ایک day ہے اسمبلی کا۔ آپ کی جو صوابدیدی اختیارات ہیں۔ یا کہ میں کہتا ہوں اِس پر تو یہ دو جملے ہیں میں بولوں۔ میں نے CM صاحب سے بھی اِس سلسلے میں بات کی۔ یہ تو صوبائی معاملہ ہے۔ یہ تو آپ لوگوں کو چاہیئے کہ آپ لوگ fight کریں حکومت والے۔ میں نے اُٹھا

لیا ہے۔میرے خیال میں اِس کوتو support کرنا چاہیئے ۔لیکن مجھے واسع صاحب نے کہا تھا کہ اِسکو ہم دیکھ لیں گے۔

جناب اسپیکر: تو اسمیں یہ ہے کہ کچکول صاحب! یا تو یہ ہے کہ پھر مولانا واسع صاحب سے آپ دستخط لے لیں اٹھارہ تاریخ کو منسٹر جب sign کرے گا تو پھر ہوسکتا ہے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: پھر اسی طرح کردیں۔ہاں ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: پھر آپ نے نیا جمع کرنا ہے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ:ہاں پھر ترمیم کے ساتھ یہ جمع کردیں گے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: آپ ایسا کریں واجہ ایک چٹ لکھیں ناں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): صحیح ہے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ:اور ایک ہمارے مسلم لیگ والوں سے جو بھی اسمیں مخلوط آپ لوگوں کی حکومت ہے اُسمیں وہ کردیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی:پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر۔جی؟

عبدالمجید خان اچکزئی: یہ بارہ تاریخ کو اس ایوان میں بحث کے لئے ایک تحریک التوا جو منظور ہوئی تھی اُس پر ہم نے بحث بھی کی تھی اور اُس میں پورے ہاؤس کی بھی ایک رائے بن گئی تھی کہ اِسکو ایک قرارداد کی شکل میں ہم پیش کریں گے۔اُس میں ہم سے technically تھوڑی سی غلطی ہوگئی ہے۔اُس پر ایک منسٹر کا دستخط ہونا لازمی تھا۔اب ہمارا ایک اٹھارہ تاریخ کا اجلاس رہ گیا ہے۔تو یہ۔۔۔باقی تو ہماری طرف سے ہم نے آٹھ دس ساتھیوں نے اُس مشترکہ قرارداد پر تو دستخط کرلیا ہے۔یہ ایک اہم نوعیت کا مسئلہ ہے جناب اسپیکر! ب اُس دن بھی میں نے ذکر کیا تھا کہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں daily basis پر وہ ہورہا ہے۔کل ہمارے ڈسٹرکٹ میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے لیویز کا نائب رسالدار قتل۔۔۔تو یہ بڑی اہمیت والی قرارداد ہے ہمارے لئے اِس کی بڑی اہمیت ہے۔اِسمیں ہم نے ایک request کی ہے کہ دو

camps جو ہیں اِن کوسرانان shift کیا جائے۔اوراسکو یہاں پر۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ نے قرارداد جمع نہیں کی ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جمع کروائی ہے۔اور ایک عام انسانی۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے اُسوقت مجھے یاد ہے آپ لوگوں نے کہا تھا کہ پھر ہم مشترکہ قرارداد لائیں گے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: ابھی مولانا واسع صاحب سے ہماری بات ہوئی ہے اگر آپ اجازت دیں تو اِسی کو ہم اٹھارہ تاریخ کیلئے رکھ لیتے ہیں۔جمع کرادیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ جمع کردیں۔جومنسٹر sign کرے گا اُس پر آپ۔۔۔۔۔

عبدالمجید خان اچکزئی: کس پر؟

جناب اسپیکر: اُنہوں نے withdraw کیا ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: withdraw کردیا۔ یہ جناب اسپیکر صاحب! یہ شالاباغ چیک پوسٹ پر جو بارہ گھنٹے کے لئے ٹریفک روکی جاتی ہے یہ تو حافظ حمداللہ کا بھی مسئلہ ہے کیونکہ اُسی حلقے سے ہیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے آج آپ جمع کریں تین دِن ہیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: صحیح ہے۔

جناب اسپیکر: اوکے۔ ۔عبدالرحیم زیارتوال اور سردار محمد اعظم موسیٰ خیل میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر۱۴۴ پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر۱۴۴

عبدالرحیم زیارتوال: یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔کہ وہ مرکزی حکومت سے رجوع کرے کہ ملک کے کل رقبے کا۴۳،۳ فیصد پر محیط پھیلی ہوئی آبادی کا حامل وسیع وعریض صوبہ Village electrification کے موجود متعین پیمانہ ومعیار کے تحت پروگرام سے استفادہ حاصل نہیں کرسکتا لہٰذا کیسکو کے لئے ویلیج ایکسٹیشن پروگرام میں محکمہ واپڈا کا مقرر کردہ موجودہ معیار تبدیل کرتے ہوئے بالترتیب 6HTاور 6LT کیا جائے یعنی جو پول لگاتے ہیں تاکہ صوبے کے زیادہ سے زیادہ منتشر آبادی مستفید ہونے کے ساتھ ساتھ سالانہ کروڑوں روپے lapseہونے سے بچایا جاسکیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔کہ وہ مرکزی حکومت سے رجوع کرے کہ ملک کے کل رقبے کا ۴۳٫۳ فیصد حصے پر محیط پھیلی ہوئی آبادی کا حامل یہ وسیع وعریض صوبہ Village electrification کے موجود متعین پیمانہ و معیار کے تحت پروگرام سے استفادہ حاصل نہیں کرسکتا۔لہٰذا کیسکو کے لئے ویلج ایکسٹیشن پروگرام میں محکمہ واپڈا کا مقرر کردہ موجودہ معیار تبدیل کرتے ہوئے بالترتیب 6HTاور 6LT کیا جائے۔تاکہ صوبے کے زیادہ سے زیادہ منتشر آبادی مستفید ہونے کے ساتھ ساتھ سالانہ کروڑوں روپے lapse ہونے سے بچایا جاسکیں۔

جی رحیم صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال: شکریہ جناب اسپیکر! یہ جو قرارداد آج اس ایوان میں پیش کی گئی ہے بنیادی طور پر Village electrification کے لئے جو پروگرام پاکستان کی بنیاد پر ترتیب دیا گیا ہے۔اس میں جو معیار مقرر کیا گیا ہے وہ سندھ ,پنجاب اور ایک معنی میں پشتونخواہ کے صوبے کی آبادی کے حوالے سے مقرر کیا گیا ہے۔تو وہ معیار جوانہوں نے مقرر کیا ہے اس کے تحت ہمارے واپڈا کے پاس کیسکو کے پاس پیسے ہوتے ہیں Village electrification کے لئے ایکسٹینشن کے لئے لیکن اس میں رکاوٹ یہ ہوتی ہے۔کہ ان کو چھ گھر اور اس کے لئے دو پول اور شاید ایک ٹرانسفارمر دیتے ہیں۔جس سے ہمارے صوبے میں اس کی implement نہیں ہوتی تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب ,سندھ اور شمالی پشتونخواہ کی آبادی چونکہ گنجان آباد ہے اور ایک معنی میں پھیلی ہوئی آبادی نہیں ہیں۔وہاں تو ان کو یہ کام دے سکتا ہے لیکن ہمارے صوبے میں یہ کروڑوں روپے ہرسال اس وجہ سے lapse ہوجاتے ہیں۔کہ یہ جو معیار مقرر کیا گیا ہے اس معیار پر ہم پورے نہیں اترتے آبادی پھیلی ہوئی صوبہ بڑا ہے رقبے کے لحاظ سے تو ان کا جو معیار ہے وہ ہم ful fil نہیں کرسکتے تو اس بنیاد پر ہم بجلی کی اس سہولت سے محروم ہوگئے تو اس کے لئے جو قرارداد پیش کی گئی ہے وہ یہ ہے ہمارے لئے کیسکو واپڈا مرکزی حکومت سے ہماری یہ التجاء ہے کہ یہ جو criteria ہے قرارداد کو منظور کرتے ہوئے اس کو تبدیل کرے اور اس میں چھ(۶) بڑے پول جس کو HT کہتے ہیں اور چھ(۶) چھوٹے پول جس کو LT کہتے ہیں اگر یہ معیار مقرر کیا جائے جناب اسپیکر! تو ہم ان کے پاس پڑے ہوئے پیسوں سے بڑے پیمانے پر

استفادہ کرسکتے ہیں اور صوبے میں صوبے کے عوام کو بجلی کی سہولت مل سکتی ہے ۔تو اس بنیاد پر جناب اسپیکر! مختصراً جو قرارداد لائی ہے میرے خیال میں صوبے کے لئے بڑی مفید قرارداد ہے اور دوستوں سے میری گزارش ہے خاص طور پر ٹریژری بنچز سے کہ اس قرارداد کو منظور کریں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! زیارتوال صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ ہمارے صوبے میں واپڈا کے حوالے سے فنڈ آتے ہیں اور ہر سال کروڑوں روپے lapse ہوتے ہیں ۔لیکن اس میں ایک تجویز دیتا ہوں اگر HT چھ(۶) ہو اور LT بارہ (۱۲) ہو کیونکہ LT بارہ کی اکثر ضرورت ہوتی ہے۔تو ہم قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: زیارتوال صاحب! مولانا عبدالواسع صاحب کی تجویز آپ نے سن لی۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! مجھے تجویز سے کوئی اختلاف نہیں بنیادی بات یہ ہے کہ وہ مرکز سے اس پر implement کروائیں۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری صاحب! آپ اس میں تصیح کریں کہ بالترتیب 6LT کی جگہ 12Lt کردیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! ایک اور بھی گزارش کروں گا جیسا کہ مولانا عبدالواسع نے کہا۔ یہ جو پیسے ہمیں دے رہے ہیں۔تو اس کو سال بہ سال کم کرتے جا رہے تھے اس بنیاد پہ کہ یہاں استعمال ہی نہیں ہو سکتے تھے ۔تو اس پر ایک request ساتھ یہ بھی ہو۔کہ پیسے بھی بڑھایا جائیں کیونکہ پیسے ہر سال lapse ہوتے ہیں چونکہ انہوں نے کہا کہ یہ پیسے استعمال ہی نہیں کر سکتے ہیں لہٰذا اس کو کم کرتے جا رہے تھے۔اگر اس میں رقم بڑھانے کی تجویز ڈال دیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب اسپیکر: جو ترمیم لانا چاہتے ہو وہ لکھ کر سیکرٹری اسمبلی کے پاس جمع کردے ۔پھر اس پر ہم رائے لیتے ہیں۔

کیا قرارداد نمبر ۱۴۴ کو مولانا عبدالواسع صاحب کی ترمیم کے ساتھ منظور کیا جائے؟

جو اس کی منظوری کے حق میں ہے وہ ہاتھ اٹھائیں (قرارداد منظور ہوئی)

میر شبیر احمد بادینی: جناب اسپیکر! میں کیسکو کے حوالے سے ایک اور بات کرتا ہوں۔ یہ جو کمیونٹی ٹیوب ویلز ہیں ان کے بارے میں کابینہ نے بھی فیصلہ کیا۔کہ پچھلے گزرے ہوئے جون تک ہم ان کی

ادائیگی کرلیں گے یعنی صوبائی گورنمنٹ لیکن اس کے باوجود واپڈا حکام بار باران ٹیوب ویلوں کی لنکس اتار دیتے ہیں۔جس سے عوام کو پینے کے پانی میں کافی دشواریوں کا سامنا ہے پورے بلوچستان میں یہی حال ہے۔ہم آپ کے توسط سے اس ایوان کے توسط سے کہ ان کو پابند کیا جائے۔کہ پیسے مل رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: صوبائی کابینہ ان کو چٹھی لکھ دیں۔

مشترکہ قرارداد نمبر ۱۵۶ پر عام بحث

جو ممبر صاحبان اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔محرکین کی تعداد بھی زیادہ ہے۔میں ان کا نام لیتا ہوں اسکے علاوہ اگر کوئی معزز رکن بحث میں حصہ لینا چاہتا ہے وہ اپنا نام سیکرٹری صاحب کو نوٹ کروائیں۔وقت اس کے لئے دو گھنٹے رکھا ہے اور آج جمعتہ المبارک بھی ہے۔جمعہ کی نماز تک چلاتے ہیں اگر ختم نہیں ہوا تو وقفہ کرتے ہیں۔جناب نسیم تریالئی صاحب!

محمد نسیم تریالئی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! کہ آپ نے مجھے تحریک نمبر ۱۵۶ پر بولنے کا موقع دیا۔چونکہ یہ ایک اہم تحریک التوا ہے پہلے بھی اس پر بحث ہو چکی ہے۔جو کہ تمام ایوان اس پر متفق بھی ہے کہ اسلام آباد میں جو بلوچستان ہاؤس ہے اس وقت سب سے زیادہ کرایہ وصول کر رہا ہے خصوصاً جو ہمارے صوبے کے ایم پی ایز ہیں سینیٹرز ہیں ایم این ایز ہیں چونکہ یہاں پر مکمل وضاحت ہے کہ بلوچستان ہاؤس میں جو منسٹروں سے وصول کیا جاتا ہے سنگل روم کے لئے ۷۰۰ روپے ہیں اور ڈبل روم کے لئے ۸۷۵ روپے for others جو عام لوگ بھی اس میں شامل ہے جس میں انہوں نے ایم پی ایز کو بھی شامل کیا ہے کہ for others میں آتے ہیں جس میں سنگل روم کے لئے ۱۰۰۰ روپے اور ڈبل روم کیلئے ۱۲۰۰ روپے وصول کیے جاتے ہیں۔میں نے مختلف ہاؤس کی visit کی جس میں سندھ ہاؤس، فرینٹئر ہاؤس اور پنجاب ہاؤس وہاں پر جو ان کے اپنے ایم پی ایز ہیں ان کے لئے کوئی چارجز نہیں ہے مثال فرنٹیئر ہاؤس ہے انکے ایم پی ایز اور ایم این ایز ہیں ان کے لئے کمروں کے جو کرائے ہیں وہ مکمل طور پر مفت ہے اور سندھ ہاؤس میں ایم پی ایز سے صرف ۳۰۰ روپے وصول کیے جاتے ہیں ہم لوگوں نے اس حوالے سے ایک قرارداد بھی جمع کی ہے جس پر تمام ایم پی ایز کے دستخط ہیں ہم نے یہ تجویز کی ہے کہ بلوچستان کے جتنے ایم پی ایز، ایم این ایز اور سینیٹرز ہیں سنگل روم کے لئے ۲۰۰ رروپے اور ڈبل روم کے لئے ۳۰۰ روپے

وصول کیے جائے اسی طرح ٹرانسپورٹ کے جو چاجز ہے جو پرکلومیٹر ۵ روپے وصول کرتے ہیں یہاں پر ۳ روپے ہیں ہم لوگوں نے تجویز کی کہ ۳ روپے کے حساب سے پرکلومیٹر وہ وصول کرے اور فی گھنٹہ مثال آپ بلوچستان ہاؤس سے پارلیمنٹ لاجز یا پارلیمنٹ ہاؤس جاتے ہیں وہاں گاڑی کھڑی ہوتی ہے اگر تین گھنٹے گاڑی کھڑی ہو جائے تو وہ ۱۵۰ روپے لیتے ہیں یعنی فی گھنٹہ ۵۰ کے حساب سے وہ وصول کرتے ہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ۵۰ روپے ناجائز ہے اس کو بھی ختم کیا جائے اور بلکہ جو ہمارے کوئٹہ کے ایم پی اے ہاسٹل ہے اس میں جتنے چارجز ہے پہلے تو اس کے مطابق لی جائے اگر وہ بہت ہی کم ہے تو لوگوں نے یہ تجویز کی کہ سنگل روم ۲۰۰ روپے اور ڈبل روم ۳۰۰ روپے وصول کیے جائے یہ ہماری سفارشات ہیں جو سب ایم پی ایز اس پر متفق بھی ہیں اور بعض منسٹروں نے بھی دستخط کیے ہیں تو میں تمام دوستوں سے یہی چاہتا ہوں کہ اس کو ایک قرارداد کی شکل میں اسی طرح منظور کیا جائے۔شکریہ!

<u>جناب اسپیکر</u>: جان محمد بلیدی صاحب!

<u>جان محمد بلیدی</u>: جناب اسپیکر صاحب! اس سلسلے میں بات تو آپ کے سامنے آچکی ہے اور یہ زیادتی ہوئی عیاں ہے پتہ نہیں اس کو کس طرح کیوں کیا گیا ہے ابھی آپ دیکھیں گے اور حیران رہ جائینگے کہ بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں وزراء اور آفیسران کے لئے ۷۰۰ روپے اور ۸۷۵ روپے اور باقی جس کو کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ دیگر جس میں ایم پی ایز آتے ہیں حالانکہ بلوچستان ہاؤس basically ان لوگوں کے لئے ہیں جو یہاں سے جاتے ہیں ایم این ایز اور سینیٹرز تو الریڈی وہاں ہوتے ہیں اور منسٹران کے لئے ویسے بھی ڈیپارٹمنٹ ہے ان کے لئے ٹی اے اور ڈی اے اور دوسری مراعات ہیں basically جو ہاؤس بنایا گیا ہے بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں وہ اس لئے بنایا گیا ہے کہ یہاں سے جو ہمارے ایم پی ایز جو جاتے ہیں ان کو مراعات دی جائیں ابھی یہ جو مراعات جن کو دی گئی ہیں ابھی ہمارے منسٹران اور بیوروکریسی نے مل کے کیا کیا ہے ان کے لئے ان کو وغیرہ وغیرہ میں لا کے دیگر یعنی آفیسران اور منسٹر کے لئے جو شیڈول ہے اس میں لکھا گیا ہے دیگر میں عام بھی آتا ہے جو جس کو چاہیے وہ رہنا چاہیے اس کے لئے بھی سنگل روم آزاد اور ڈبل ۱۲۰۰ روپے ابھی یہ زیادتی تو ہو رہی ہے ہم نے سوچا تھا کہ ہم جانتے ہیں اور ہمیں کتنا ملتا ہے ہمیں تو ملتا ہی نہیں ہے ایک روپے جب ہم اپنی کسی کام کے لئے اسلام آباد جائے تو

ہمیں ٹی اے رڈی اے نہیں ہے نہ کوئی ڈیلی ملتی ہے جب ہم کسی اپنے ذاتی کام کے لئے نہیں جاتے ہیں ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ ہم یہاں کے اپنے لوگوں کے مسائل ہیں ان کو لے کر جاتے ہیں وہاں لوگوں سے ملتے ہیں منسٹروں سے ملتے ہیں سیکرٹریز سے ملتے ہیں اور وہاں کا جو کرایہ ہے اور وہاں کے جو اخراجات ہیں وہ ہمارے بس سے باہر ہیں even آپ نے خود دیکھا ہوگا آپ گئے ہونگے یہ نیشنل ڈیفنس کالج کے اس میں اگر آپ نیشنل ڈیفنس ڈیلی ہمیں ملتی ہے پانچ سو روپے جب آپ بلوچستان ہاؤس میں ٹھہرینگے تو آپ کو ڈیلی ایک ہزار روپے دینے ہونگے ابھی آپ سوچھیں کہ ایک ایم پی اے یہ سارے اخراجات پورے کیسے کرتا ہے تو یہ سب سے بڑا مسئلہ ہے اور جہاں تک دیگر ہاؤسز ہیں جن کا ہم موازنہ وہ ہم صرف اس کیس کو مضبوط کرنے کے لئے کرر ہے ہیں کہ وہاں دیکھیں گے کہ دیگر ہاؤسز میں ان کے ساتھ وہاں کے جو ایم پی ایز ہیں فرنٹیئر کے ایم پی ایز ہیں جس طرح سندھ کے ہیں جس طرح پنجاب کے ہیں ان کے ساتھ کیا ہے سر! سرحد ہاؤس میں آپ دیکھے تین دن فری ہے ایم پی اے کے لئے اس کے بعد سنگل روم ۳۰۰ روپے اور ڈبل روم چھ ۶۰۰ یعنی تین دن تک ایم پی اے کے لئے فری رکھدیا ہے اور سندھ ہاؤس میں ایم پی اے کے لئے ۳۰۰ روپے ہیں سیکرٹریز اور آفیسران کے لئے بھی ۳۰۰ اور ۵۰۰ روپے کے حساب سے جو وی آئی پی میں رہنا چاہے ان کی مرضی ہے انہوں نے بنایا ہے ان کے لئے انہوں نے کوئی ۱۰۰۰ روپے رکھا ہے جو پنجاب ہاؤس ہے ہمارے لوگ جاتے ہیں ہم بھی جاتے ہیں پنجاب ہاؤس میں تو بلوچستان ہاؤس سے ہمیں کم میں پڑتا ہے اور وہاں جو ہے سیکرٹریز اور ایم پی ایز کے لئے ۳۰۰ روپے پنجاب ہاؤس جو بلوچستان ہاؤس سے زیادہ وہاں مراعات ہیں اور زیادہ خوبصورت ہے اور اچھا بنا ہوا ہے تو یہ صورتحال ہے اور اس کے علاوہ جو کرایہ کی بات تھی ابھی ہم دیکھے کہ ہمیں کتنا دیا جاتا ہے جب میں بلیدہ سے آتا ہوں میرے خیال میں یہ رکشے کا کرایہ جو ہم دیتے ہیں پر کلومیٹر ے روپے اور ہمیں جو دیا جاتا ہے ۳ روپے ۵۰ پیسے کے حساب سے اور وہاں ہاؤس میں ہم سے جو لیا جاتا ہے جو ٹیکسی کا کرایہ جو گاڑی ہمارے لئے ہوتی ہے اس کا پر کلومیٹر ۵ روپے ایک موازنہ جس کو آپ کتنا دے رہے ہیں فرض کرو کہ اگر ایک سیکرٹری کو آپ رہائش کے لئے ۲۰۰۰ روپے دے رہے ہو اس سے اگر آپ ۱۵۰۰ روپے لوگے تو بڑی بات نہیں ہے لیکن جس کو ڈیلی پانچ سو دے رہے ہو تو اس سے بارہ سو روپے وصول کرتے ہو یہ کہاں کا

انصاف ہے اور سر! ایک دو اور باتیں اس کو اگر دیکھیں گے تو حیران رہ جائینگے جناب والا! ابھی بلوچستان ہاؤس میں ہمارے چار کمرے کچھ آفیسران کے پاس ہیں ایک آفیسر چھ سال سے وہاں پر رہ رہا ہے اس نے ایک خالی پورشن پر اپنا کچن بھی بنا دیا ہے اور پڑے دوسو کے حساب سے رہ رہا ہے S&GAD نے اس کو الاٹ کیا ہے اور ایک آفیسر جو ہے کوئی ایک سال سے اور بھی ہے S&GAD کے منسٹر کے لئے وہاں ایک کمرہ ہے اور اس پر بورڈ بھی لگایا ہے وہ S&GAD کا منسٹر ہے اور اس کو اس دن کرایہ دینا پڑتا ہے جب وہ ہوتا ہے نہیں تو وہ اس کے لئے بند پڑا ہے اس کے علاوہ بھی دو اور آفیسران ہیں جو ایک ایک ڈیڑھ ڈیڑھ سال سے وہاں رہ رہے ہیں ان کے لئے وہی آخر ہم کیا ہے ایم پی اے ہیں پتہ نہیں وہ کیا سمجھتے ہیں ایک آفیسر جو ہے دوسو روپے میں رہ رہا ہے permanent اور کوئی جواز نہیں ہے کہ بلوچستان ہاؤس کو آپ کسی آفیسر کو permanent دیں کیا ضرورت ہے وہ اپنے لئے کرائے کا گھر لے جو چھ سال سے رہا ہے آپ اس کو بھجوا دے خالی کرے وہ تو ایم پی ایز کے لئے ہیں وہ تو ان آفیسران کے لئے ہوتے ہیں جو یہاں سے جاتے ہیں ایک تو یہ مسئلہ ہے اور دوسرا سر! ایک مسئلہ ہے کہ بلوچستان ہاؤس ایس اینڈ جی اے ڈی کے کنٹرول میں ہے میری ایک تجویز یہ ہے کہ اس کو اسمبلی کی نگرانی میں دیا جائے بلوچستان ہاؤس اسلام آباد کو اور اس کی تمام پوسٹیں ٹرانسفر ایبل ہوتی ہیں کہ ان پر چیک اور بیلنس رہے ان کو آپ چیک کر سکیں کوئی کارکردگی نہیں دیکھا رہا ہے اس کو آپ ٹرانسفر کریں یہاں ایم پی اے ہاسٹل میں یہاں کوئی بہتر کارکردگی دیکھا رہا ہے اس کو بھیجے وہاں پر انہوں نے وہاں اجارہ داری بنا دی ہے اور S&GAD کی جو منسٹری ہے وہ اس سے انجوائے کر رہی ہے تو یہ پوری صورتحال ہے میری تجویز یہ ہے کہ اس کو S&GAD کے بجائے اسمبلی کی نگرانی میں اسپیکر کی نگرانی میں دیا جائے اور اس کی تمام پوسٹیں ٹرنسفر ایبل ہو اور وہاں جو لوگ رہ رہے ہیں permanent ان کو فارغ کر دیا جائے۔

<u>جناب اسپیکر</u>: جی جان جمالی صاحب۔ نہیں آپ کو موقع دینگے بحث میں۔

<u>شفیق احمد خان</u>: جیسا کہ جان محمد بلیدی صاحب نے ڈیٹیل سے بات کر دی یہ میں اس میں تھوڑی سی ترمیم چاہتا ہوں کہ کراچی میں جو ہمارا بلوچستان ہاؤس ہے اس میں ہمارے ایم پی ایز کو کوئی مراعات نہیں مل سکتیں گورنر ہاؤس سے ہم کو اجازت لینی پڑتی ہے وہ اجازت آپ کو ایک مہینے کے بعد ملتی ہے تو ہماری

گزارش ہے کہ وہ بھی آپ کے ڈسپوزل پر ہو اسپیکر اس کا انچارج ہو اور وہ اسپیکر سے جو بھی مراعات لینا چاہے جو شخص بھی لینا چاہے اس کے ریٹ بھی اسلام آباد میں جو بلوچستان ہاؤس ہے اس کے مطابق ہونے چاہیے جیسا کہ ابھی انہوں نے پیش کیے ہیں اس کے مطابق۔ بہت مہربانی!

جناب اسپیکر: جان جمالی صاحب! اس مسئلے پر آپ بھی تھوڑی روشنی ڈالیں۔

میر جان محمد خان جمالی: بالکل جی اس لئے تھوڑی بہت اجازت دیں پھر جمعہ کا بھی دن ہے کل سے انشاءاللہ رمضان بھی شروع ہونے والا ہے توقع ہے کہ روزے بھی ہم سب رکھیں۔ سر! گزارش یہ ہے کہ منسٹر سروسز بھی رہا اور چیف منسٹر بھی۔ یہ ایسے بھی ہوا بلوچستان ہاؤس میں منسٹر سروسز تھا بجلی کٹ گئی بلوچستان ہاؤس کی اس زمانے میں ادھر ٹھہرا ہوا تھا کمپٹرولر کو بھگا بھگا کر اپنی وہ دوستی تعلق داری اور رواداری کی وجہ سے بحال کرے ان حالات میں بھی اس بلوچستان ہاؤس کو چلتے دیکھا ہے ابھی جو اس وقت کیفیت ہے میں بات کو شاٹ کٹ کر رہا ہوں میری گزارش ہے جو ایک ایم پی اے کا ڈیلی الاؤنس ہوتا ہے اور ٹی اے/ڈی اے لیکن بلوچستان کا جو ادھر سے شخص جاتا ہے اپنے ذاتی کام سے خاص کر ایم پی اے اور یہ بلوچستان ہاؤس ہے ایم پی ایز کے لئے سرکاری پروانشل ملازمین کے لئے اور عناصر نہ آئے نہ ایم این ایز کا رہنا یہاں درست ہے ان کو پارلیمنٹ لاءجز مل گئی ہے سنیٹر کو بھی پارلیمنٹ لاءجز مل گئی ہے یا ایم این اے ہاسٹل آپ نے سنا ہے وہ ادھر چلے جائے گاڑیاں بھی محدود ہیں اور بلوچستان سے جو یہاں سے منسٹر بھی جاتا ہے وہ دو روز سے پہلے نہیں لوٹ سکتا ابھی مولانا واسع صاحب ہیں وہ تو پھر شام کی فلائٹ پکڑتا ہے کراچی، کراچی سے پھر وہ اگلے دن کوئٹہ پہنچتا ہے لیکن آپ بھی چلے جائیں ایک دن جائینگے دوسرے دن آپ لوٹ نہیں سکیں گے تیسرے دن آئیں گے تین دن رہنا پڑتا ہے اسلام آباد جیسی جگہ میں جہاں شام کو سناٹا چھا جاتا ہے بلوچستان کے آدمی کے لئے بہت مشکل ہے وہاں رہنا کیوں ہمارا مزاج ہے مل ملاپ وہ تو مزاج اور ہے اسلام آباد کا میری گزارش یہ ہے فوراً ایک کمیٹی بنا دی جائے جو دس دن کے اندر منسٹر سروسز کے ساتھ بیٹھ کے یہ سارے جو کوائف دیے ہیں جان محمد بلیدی نے ہوم ورک اچھا کیا ہے آئی ٹی ایس کے لئے وہ ریٹ مقرر کر دیا جائے جو ایم پے ایز recommend کر رہے ہیں ایک دوسرا وہاں ایک نیا بلاک بنا جناب اسپیکر! اس کی کوالٹی تھرڈ کلاس ہے اور اس بلاک میں اگر جب تک

آفیسروں کونہیں رکھیں گے وہ درست نہیں ہوتا آفیسر ہیں جب آفیسر جائیگا اس کے ٹائلٹ میں غسل خانے میں وہاں شروع میں نلکہ ٹوٹا ہوگا کموڈ ٹوٹا ہوگا لوٹے ٹوٹے پڑے ہونگے لائٹیں نہیں ہونگے پھر اس کو احساس ہوگا کہ ان کو درست کرانا ہے میں نے تو یہ نیا بلاک سارا آفیسروں کے حوالے کر دیا ہے ان کا ادھر رہنا لازمی کر دیا جائے پھر امپرو کرینگے اس نیت سے چیف سیکرٹری بھی ادھر رہیں سیکرٹریز بھی ادھر رہیں اور ایم پی ایز کو بھی جو جگہ ادھر نہیں ملتی ہو جو اولڈ بلاک ہے ایم پی ایز اور منسٹر کے لئے رہے یہ میری گزارشات ہیں بڑی نیک نیتی سے ٹرانسپورٹ کا وہاں مسئلہ ہے جب جام صاحب جاتے ہیں آٹھ یا سات منسٹر جام صاحب کے ساتھ چلے جاتے ہیں دس بارہ ایم پی ایز بھی چلے جاتے ہیں روم شاٹ ہو جاتا ہے۔

<u>جناب اسپیکر</u>: اذان ہو رہی ہے۔

<u>میر جان محمد خان جمالی</u>: جناب اسپیکر! یہ جمعہ کا وقت ہے میں بالکل مختصر کرتا ہوں میری گزارش ہے کہ ۱۸ تاریخ کو عبدالرحمٰن جمالی متعلقہ وزیر وہاں ہونگے اسی دن صبح کو اجلاس بھی ہے جہاں محرکین میں نے بھی چار پانچ ذمہ دار خاص کر جان محمد بلیدی صاحب مجید خان ہو اور بھی کوئی دوست بیٹھنا چاہیے ٹریژری بنچز سے ایم پی ایز اسپیشلی بیٹھے اسی وقت یہ فیصلہ کرے اور اجلاس ہونے سے پہلے آپ کے سامنے پروپوزل putup کر دیں وہ آپ کے توسط سے ہم پھر عرض کرینگے قائد ایوان کو کہ منظوری دیدیں اگر کام کرنا ہے تو اسی طرح کرائیں دوسرا انہوں نے ذکر کیا تھا بلوچستان ہاؤس کراچی کا جناب! میں اس فلور پر پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ جو پراپرٹی تھی سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی جب مارشل لاء کا دور آتا تو زوآور آجاتے تو انہوں نے جنرل رحیم الدین نے اپنے ذمہ کر لیا یہ پرانی بات ہے تو وہ دن اور آج کا دن پھر وہ ریکور نہیں ہوا بلوچستان ہاؤس تو گورنر ہاؤس کے ماتحت چلا گیا میں جام صاحب سے گزارش کرونگا گورنر صاحب سے اگر کہیں تو گورنر کا سوئیٹ ہو تو سیع علیحدہ ہے اور نیا بھی بن رہا ہے سی ایم کا سوئیٹ بھی علیحدہ بن رہا ہے وہاں دوسرا جو بلوچستان ہاؤس کا جو اختیار ہے وہ آپ سروسز کو ہیڈ اوور کر دیں وہ ہمارے ایم پی ایز کو پھر مؤثر ہو جائے یہاں وہ بات کرو جو عملی چیز پر ہو سکتی ہے یہ گزارشات تھیں اگر ۱۸ تاریخ کو آپ فیصلہ کرا دیں تو یہ ہو جائیگا۔

جناب اسپیکر: اور کوئی بولنا چاہتا ہے۔ نماز کا وقت ہے میڈم آپ تھوڑا سا مختصر کردیں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! کہ آپ نے مجھے اس اہم نوعیت کے حامل مسئلے پر بولنے کا موقع دیا جس طرح دوستوں اور ساتھیوں نے بتایا میں تھوڑی سی اور آپ کی انفارمیشن میں لانا چاہتی ہو کہ بلوچستان اسمبلی جس طرح کہ ہم نے بات کی ٹرانسپورٹ کے کرایوں کی اور مینیو کی بات بھی میں یہاں پر ایڈ کرنا چاہونگی کہ وہاں کا مینیو ہے جو کھانے پینے کا سسٹم ہے وہ ہالیڈے ان جو وہاں کا ایک five star ہوٹل ہے اس کے برابر ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہاں کا جو ایم پی اے ہے اگر اس کی مراعات اور اس کو دیکھا جائے اس کی مناسبت سے وہ کافی مہنگا پڑتا ہے اور سب سے اہم بات جو میں یہاں پر کہنا چاہتی ہوں کہ بلوچستان ہاؤس جو اسلام آباد میں لیکن وہاں پر کنٹرول جو ہے وہ بلوچستان کے لوگوں کے ہاتھ میں نہیں ہے اور ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہے جن کے پاس ڈومسائل بھی نہیں ہے مطلب بغیر ڈومسائل کے وہاں پر لوگ بھرتی کیے گئے ہیں اور وہ وہاں پر کام کر رہے ہیں اور جس طرح کا سلوک وہ بلوچستان کے لوگوں سے بلوچستان کے ایم پی ایز کے ساتھ کرتے ہیں وہ دیکھا جائے تو بہت ہی زیادہ غلط ہے جس طرح کہ میں یہاں پر آپ کو بتا رہی ہوں جناب اسپیکر صاحب! کہ انہیں ۳۰ ستمبر ۲۰۰۸ء کو پانچ بجے وہاں پر گئی تو مجھے انہوں نے کہا کہ جی یہاں پر کوئی روم خالی نہیں ہے تو میں نے انفارمیشن کلکٹ کیا تو پتہ چلا کہ کوئی آٹھ روم خالی ہے لیکن مجھے یہ کہا گیا کہ یہاں پر ابھی کوئی روم نہیں ہے تو جناب اسپیکر!۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ گئی تھیں؟

ڈاکٹر شمع اسحاق: جی یہ میں نے ڈیٹ دی ہے ۳۰ ستمبر ۲۰۰۸ء کو پانچ بجے۔ تو آپ سوچیں کہ ایک خاتون جو بلوچستان کی ایم پی اے بھی ہے اور ہماری روایات رسم و رواج اور ثقافت کے لحاظ سے آپ خاتون کو کہتے ہیں کہ یہاں پر کوئی جگہ نہیں ہے اور آپ کہیں اور جا سکتی ہیں تو میں نے اپنا پھر بوریا بستر سمیٹا اور میں وہاں سے کسی نزدیکی ہوٹل میں چلی گئی اور میں نے وہاں پر ایک ہفتے کی جو میری وزٹ تھی اسی طرح کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جو یہ حالات اس طرح جو ہو رہے ہیں ان پر آپ ضرور ایکشن لیں اور پہلے بھی جو یہ بدعنوانیاں ہوئی ہیں ان پر انکوائری ہوئی ہے لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے تو یہ جو بلوچستان کے لوگ نہیں ہے وہاں پر اور جو ان کے پاس ڈومیسائل بھی نہیں

ہے ان کے خلاف ایکشن لیا جائے ان کو نکالا جائے بلوچستان کے لوگوں کو لگایا جائے جس طرح جو ہم دیکھ رہے ہیں گوادر کے حالات جناب اسپیکر صاحب! گوادر میں کیا ہو رہا ہے ہم کیوں چیخ رہے ہیں ہم کیوں آ کر یہاں روزانہ چیختے ہیں روتے ہیں اور اسٹیٹ منٹ جاری کرتے ہیں اور جو گوادر کے حالات ہو رہے ہیں آج گوادر میں جس طرح غیر مقامی لوگوں کو لا کے بھرتی کیا جا رہا ہے باہر سے لوگوں کو لا کے بھرتی کیا جا رہا ہے پھر اسی طرح وہاں وہی حالات آج ہم دیکھ رہے ہیں اسی طرح حالات وہاں پر ہیں کہ ہمارے لوگوں کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جا رہا ہے۔thank you

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب اسپیکر! اس پر سارے دوستوں نے کچھ کہا ہے میں اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں جناب! اس سے پہلے بھی بلوچستان ہاؤس کے rents تھے وہ دوسو کے حساب سے تھے اور جو سنگل وہ سو روپے کے حساب سے تھے جو پہلے کرائے تھے۔ ۱۹۹۷ء جان محمد جمالی کے دور میں یہ بڑھے تھے اس ٹائم ہم نے اعتراض کیا تھا جو مناسب ریٹ ہے ایم پی ایز کے لئے مقرر کیئے جائیں تا کہ وہ وہاں رہیں ایسے تو ہوٹل بھی وہاں بہت ہے تو اس دن ہماری سی ایم صاحب سے بات ہوئی ہے جو اس کے ریٹ ہے ہم کم کریں گے اور جو دوسرا ہمارے ساتھیوں نے کہا کہ جو کراچی میں ہے بلوچستان ہاؤس اس کو بھی اگر ایس اینڈ جی اے ڈی کے under دیا جائے تو بہتر ہے۔ جیسے جان جمالی صاحب کہہ رہے تھے۔ اور جو ہماری آنریبل ممبر ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ کہ وہاں جو سٹاف ہے وہیں کا ہے تو وہ یہاں سے ایس اینڈ جی اے ڈی سے بھرتی ہوا ہے۔ اور وہاں ان کو بھیجا گیا ہے وہاں باہر کا تو کوئی نہیں ہے جو یہاں سے بلوچستان کے لوکل ہیں ڈومی سائیل ہیں یہاں سے بھرتی ہوئے ہیں۔

اختر حسین لانگو: جناب! ہمارے آنریبل منسٹر صاحب کو یہ پتہ نہیں ہے کہ وہاں پر جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کا تعلق بلوچستان سے ہے یا نہیں۔ اس اسمبلی میں ایک سوال کے ذریعے باقاعدہ انکی ڈیٹیل جمع ہوئی جن میں سوائے ایک آدمی زاہد حسین جس کا ڈومی سائل لورالائی کا ہے باقی ایک بھی نہیں ہے اگر یہاں سے appoint ہوئے تو غلط ہوئے ہیں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب زاہد حسین وغیرہ جو ہیں سب ایس اینڈ جی اے ڈی کے under ہیں۔ میں یہی کہنا چاہتا ہوں۔

<u>عبدالرحیم زیارتوال:</u> جناب! وہاں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں جو شخص اس کو چلا رہا ہے زاہد نامی شخص اس کی reputation انتہائی ناقص ہے اور دنیا کی ہر بری چیز میں وہ بندہ involve ہے اور جو وہاں پر جو لوگ ٹھرتے ہیں ان کے لئے ہر چیز کے بندوبست کا ٹھیکہ اس نے لیا ہوا ہے اس بندے کو وہاں سے ہٹانا ہے۔

<u>جناب اسپیکر:</u> جی جام صاحب!

<u>جام میر محمد یوسف (قائد ایوان):</u> جناب والا! آج نہیں پہلے بھی یہ جو آدمی وہاں لگے ہوئے ہیں نہ صرف آج یہ پہلے بھی وہاں نظر آتے رہے ہیں لیکن کاش یہ پہلے ان کو ہٹا دیتے تو آج یہ کوئی مسئلہ نہیں ہوتا بات ہے جس مقاصد پر ہم بات کرنا چاہتے ہیں وہ بہتر ہے کہ اسے ہم اچھی طرح سوچیں کہ آیا ہم اسے یہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے اس کو کس طرح سے اس مسئلے کو حل کیا جا سکے۔ اب ظاہر ہے اسلام آباد میں جو لوگ لگیں گے اسلام آباد کے ہی ہونگے۔ یہ بھی حقیقت ہے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جتنے بھی آفیسر ہیں ان کو میں نے کہا کہ جتنے آفیسرز سے پیسے چارج کئے جاتے ہیں ایم پی ایز سے بھی اتنے کئے جائیں کچھ دیر کے بعد ہمارے خود منسٹر آئے اور کہا کہ یہ تو بے چارے ہمارے غریب آفیسرز ہیں یہاں رہ رہے ہیں آپ ان کو معاف کر دیں یہ سو یا دو سو روپے ہو خود اگر ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہاں پر جو بلوچستان کے لوگ جاتے ہیں ان کو یہ چارج کیا جائے میں اس معاملے کا ضرور نوٹس لے کر directive دوں گا۔ جہاں تک میری محترمہ نے کہا کہ وہ اسلام آباد گئیں اور ان کو جگہ نہیں دی گئی تو اس پر میں ضرور action لوں گا کہ ہمارے معزز رکن وہاں گئی تو کیوں جگہ نہیں دی گئی اور واقعی وہاں جگہ تھی وہاں جگہ موجود ہے اس کو بلاوجہ نہیں دی گئی تو چاہے زاہد ہو یا زاہد سے بڑا ہو اس کو ہم ضرور نکال دیں گے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن اگر جگہ نہ تو اس تاریخ کا معلوم کر لیں confirmation کر لیں کہ واقعی اس وقت ان کو کیوں جگہ نہیں دی گئی جہاں تک یہ سارے ایس اینڈ جی اے ڈی کے بارے میں بتایا گیا کہ اس کے under ہونا چاہیے تو یہ کل ہی سارے دوست کہیں گے کہ ساری چیزیں آپ خود حوالے کر رہے ہیں۔ جو بات ہے اسپیکر کے حوالے کر رہے ہیں اور ایس اینڈ جی اے ڈی کی جو بات ہے اس کے ambit سے نکال کر آپ کے حوالے کر دیں تو پھر آپ سے ہی ہم چیزیں مانگیں گے جی کہ بلوچستان

ہاؤس کا کیا کرنا ہے جہاں تک ہماری jurisdiction ہے ہم اس کو بہتر جانتے ہیں جہاں تک ریٹ کی بات ہے جس کے بارے میں جمالی صاحب نے کہا ہے۔اور میر عبدالرحمٰن صاحب آجائے ان کے ساتھ بیٹھ کر جو بھی فیصلہ ہوا کرلیں اس پر ہم inivative لیں گے۔شکریہ!

جناب اسپیکر:اس پر میں ایک کمیٹی announce کرتا ہوں اس میں یہ مسئلے ڈسکس ہونگے۔ rates اور وہاں کے لئے ہم یہ سوچ لیں گے کہ یہ بلوچستان وہاں کے مستقل رہنے والوں کے لئے ہے یا عارضی یہ بھی چیک کریں گے افسر، ایم ی اے اور مسٹر یہ ساری چیزیں دیکھ کر سفارشات تیار کریں گے اٹھارہ تاریخ کے اجلاس میں ہوایا next ہوا بھی ٹھیک ہے۔(مداخلت) آپ مجھے وہاں سے ڈکٹیٹ نہ کریں آپ مجھے یار کام کرنے دیں۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب! بارہ خواتین ہیں آپ ایک کا تو نام لے لیا کریں۔

جناب اسپیکر:او کے گن لیں۔آپ نوٹ کرلیں۔اس میں وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی بلحاظ عہدہ ہوگا۔

۱۔ میر جان محمد جمالی صاحب۔ ۲۔ عبدالرحیم زیارتوال صاحب۔

۳۔ جان محمد بلیدی صاحب۔ ۴۔ محترمہ راحیلہ درانی صاحبہ۔

۵۔ ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ۔ ۶۔ عاصم کرد گیلو صاحب۔

(مداخلت شور) نہیں نہیں گیلو صاحب ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر:اب اٹھارہ تاریخ کو اسمبلی کا اجلاس ایک دن کے لئے ہے اور روزہ بھی ٹائم بتادیں کہ کس وقت اجلاس ہو۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: گیارہ بجے ٹھیک ہے پھر آگے دن کو بھی کوئی کام نہیں ہوتا ہے نہ چائے ہوتا ہے نہ وقفہ ہوتا ہے۔گیارہ بجے تک رکھ دیں۔

جناب اسپیکر:اب اسمبلی کا اجلاس ۱۸ر ستمبر ۲۰۰۸ء صبح گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس سہ پہر ایک بجے مورخہ ۱۸ر ستمبر ۲۰۰۸ء صبح گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی ہوگیا)